

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جلد نمبر ۳۱ شماره ۱/۵

۲۰۱۶
آگست / ستمبر

مذہب اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان

بیاد: حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں صاحب • مظہر اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مست علی خاں قادری صاحب
شیخ المشائخ حضرت علامہ سید شاہ چندہ حسین صوفی اشرفی (سید شیعہ حضرت عالم سنی قدس سرہ) مولانا سید محمد علی

ماہنامہ حجۃ الاسلام بنام

سُنَنِ آوازِ ناگپور

چیف ایڈیٹر

مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

مجالس شاورت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید احمد قادری
حضرت اوروس رضا خاں صاحب شمش

مولانا سید احمد قادری
نائب چیف ایڈیٹر

مولانا سید صفی حسینی اشرفی
ایڈیٹر

معاون ایڈیٹر

سید محمد فیض اللہ حسینی
سبکدوش

سید کلیم اشرف
ایڈیٹر

حافظ مناظر حسین رضوی
ایڈیٹر

ایڈیٹر

سید محمد عزیز اللہ حسینی اشرفی
(سید طاہر اشرف)

مولانا سید قمر علی قادری صاحب، ناگپور مفتی ناظر اشرف صاحب، ناگپور مفتی فخر الدین احمد قادری صاحب، ناگپور مفتی سناہل رضا حسینی صاحب، پہلی بحیث شریف مفتی بشیر احمد حسینی صاحب، ممبئی مفتی محبوب رضا نوری بدر القادری صاحب، بھنڈارہ مولانا سید ہاشمی میاں رضوی، ممبئی مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب، ممبئی مولانا انیس عالم سیوانی صاحب، بکھنؤ مولانا سید نجی الدین قادری صاحب، ساؤتھ افریقہ جناب محمد اقبال صاحب، ناگپور (فروٹ مرچنٹ) جناب محمد منصور صاحب، بھٹنٹس گڈھ

Add:- SUNNI AWAZ, Old Bhandra Road Ganjakheth Narpur-440018,
www.sunniawaz.com e-mail:- mail@sunniawaz.com

نوٹ: قانونی چارہ جوئی کی صورت میں صرف ناگپور کورٹ ہی کو حق حاصل ہوگا۔ اہل قلم کے بعض مضامین سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں۔

پرنٹر، پبلیشر، پروڈیوسر، مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، نے ہمسایہ پرنٹنگ پریس، گانچکھیت ناگپور سے چھپوا کر دفتر ”ماہنامہ سنی آواز“ محلہ گانچکھیت ناگپور سے شائع کیا۔

مشمولات

1. سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے۔
❖ سید محمد حسینی اشرفی مصباحی
۳
2. شمس العقائد (قسط-۲)
❖ حضور شیخ المشائخ سید چندا حسینی صوفی اشرفی، رحمۃ اللہ علیہ، رانچور
۱۴
3. اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب۔
❖ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ
۲۵
4. عقد العقیان فی حکم التسلیم بعد الاذان۔
❖ حضور شیخ المشائخ سید چندا حسینی صوفی اشرفی، رحمۃ اللہ علیہ، رانچور
۳۷
5. تقویۃ الایمان کا تقابلی جائزہ۔
❖ حضرت مولینا مفتی محمد شبیر صاحب رضوی مظفر پور بہار
۴۵
6. سیاسی بازیگری۔
❖ عارف اچل پوری، ممبئی
۵

مسک اعلیٰ حضرت ہی دین حنفیت کی پہچان اور عقائد اہل سنت کی معتبر دینی کتب کا خلاصہ ہے

سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

از: سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، ایڈیٹر ماہنامہ ”سنی آواز“ ناگپور

بسم الله الرحمن الرحيم
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ كَانَ نَبِیًّا وَاَدْمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ
وَاللهُ وَصَّحْبُهُ اِلٰی یَوْمِ الدِّینِ۔ اما بعد

کفر و ارتداد اور الحاد و زندقہ (زندقہ اس کفر کو کہتے ہیں جس کا کفر میں کوئی مستقل دھرم نہ ہو) تیسرا القاری جلد ششم ص ۲۲۳ کی کثرت کے دور میں (دہابیہ، دیوبندیہ، مباحیہ اور نیاچرہ) سنیت کے دعوے کیساتھ اہلسنت و جماعت میں وہابی و مباحی اور نیچری ارتداد لارہے ہیں جس کی خبر حضرت منبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ نصر کے نازل ہونے پر دی اور فرمایا: سیخرو جون منها افواجاً کما دخلوا افواجاً۔ یعنی ”عنقریب اس سے فوج در فوج خارج ہوں گے جیسا کہ فوج در فوج داخل ہوئے“ اس حدیث مبارکہ کے تحت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”یہ وہی وقت ہے ایک ملعون کفر بکتا ہے اور ہزار اس کے پیچھے اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں۔“ (حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۸۸)

یہ عوام اہلسنت و جماعت کی غفلت اور ان کے حق و باطل کے معیار سے ناواقف ہونے اور وہابی دیوبندی اور نیچری تعلیم پانے کا نتیجہ ہے جو ان میں ارتداد پھیل رہا ہے اور مسلمان گھٹ رہے ہیں اپنے دینی بھائیوں عوام اہلسنت کو اس فتنہ سے بچانے کے سلسلہ میں یہ مضمون سوال و جواب کے طرز پر تحریر کرتا ہوں۔

سوال اول ۱:- ہماری کتاب قرآن مجید غیر منسوخ اور اگلی کتابوں کی طرح تحریف سے محفوظ ہے پھر اسلام میں گمراہ فرقے پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- گمراہی کے سبب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یضِلُّ بہ کثیراً و یُہْدِی بہ کثیراً، وما یضِلُّ بہ الاّ الفاسقین۔ سورہ بقرہ رکوع سوم۔ ”اسی سے اللہ تعالیٰ بہتیروں کو گمراہ کرتا ہے اور اسی سے بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں“ (ترجمہ کنز الایمان)

سوال دوم ۲:- اس محل میں فاسقین سے مراد کون لوگ ہیں؟

جواب:- اس محل میں فاسقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو طریق الہدیٰ سے خارج ہیں طریق الہدیٰ سے خارج ہونے والے کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے یہ فاسق دید و دانستہ حق کا انکار کرتا ہے امر حق کو باطل جانتا اور اہل حق سے تہمت دیتا ہے اور ہدایت اس کے حق میں غذائے مقوی کی مثل ہے جو اس کے فاسد مادے کی وجہ سے اس کے فساد کا موجب ہے اسی معنی پر اللہ تعالیٰ کے قول یضلل بہ کثیراً میں اشارہ ہے (اس فسق کو فسق جودی کہتے ہیں۔ نور العرفان فی حاشیہ القرآن سورہ آل عمران رکوع ۱۲)

فاسق عملی وہ ہے جو امر حق کو بجانہ لائے اور کبیرہ کا مرتکب اور صغیرہ پر مصر رہے یہ فاسق اہلسنت و جماعت کے پاس مسلمان ہے۔ مگر گنہگار اس کے حق میں قبول شفاعت کی امید رکھنی چاہیئے اور اس کے مرنے کے بعد اسلامی طریقہ پر اسے غسل دینے اس کے جنازے کی نماز پڑھنے اور درود و صدقات سے اس کی مدد کرنے کو لازم جانا چاہیئے۔ (تفسیر عزیزی سورہ بقرہ ص ۱۴۲ و ۱۴۳۔ حقائق القدر ص ۴۲ و ۴۳) یہ امام و بابیان ہند و ہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدین کے عم کلاں کا سنی عقیدہ ہے جس کا وہابیت میں انکار ہے۔

سوال سوم ۳:- فسق جودی کن اسباب سے پیدا ہوتا ہے؟

جواب:- فسق جودی جہل مرکب اور قساوت سے پیدا ہوتا ہے حقائق القدر ص ۴۳ میں ہے وہ فاسد المزاج ہے اور وہ اصلاً علاج پذیر نہیں ہے کیونکہ وہ جہل بسیط سے جہل مرکب میں چلا گیا ہے وہابیت اور نیچریت کے حادث ہونے کے پہلے جو فاسق ہوتے تھے وہ جہل بسیط والے ہوتے تھے یعنی وہ عملی فاسق تھے اور انہیں اپنے جہل کا اقرار ہوتا تھا اور وہ دین کے خلاف بے باکی و خود رانی اور اپنے گھر کے بزرگوں کے خلاف سرکشی اور تکبر کے ذائم میں گرفتار نہیں تھے وہابیت اور نیچریت کے حادث ہونے کے بعد جو فاسق پیدا ہو رہے ہیں وہ فسق جودی والے کثرت سے پیدا ہو رہے ہیں جس سے وہ بالطبع کفر و ارتداد کی طرف مائل اور اسلامی سنی عقائد کے انکار میں پیاک ہیں وہابیت اور نیچریت کے عام ہونے کی ایک بنیادی وجہ فسق جودی ہے کیونکہ عادت کا خبث اور طبیعت کی قباحت دونوں کفر و بد دینی کی طرف کھینچتے ہیں (حدیقہ ندیہ جلد دوم ص ۲۰) اور قساوت سے ادب و خیر کے حاصل کرنے کا ملکہ دل سے نکل جاتا ہے اور دل و عضو و جر سے قبائح سے باز نہیں آتا (ایضاً ص ۱۰۹) اور جہل مرکب سے جاہل میں اپنے جہل کا اعتراف نہیں ہوتا اور وہ اپنے آپ کو عالم یا معاملہ فہم تصور کرتا ہے۔

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالہ ہر بماند

اور وہ روحانی اطبا سے جو قلب کے امراض جانتے ہیں اپنا علاج نہیں کرتا نہ ان کے قول کو قبول کرتا ہے اور نہ ان

کی تصدیق کرتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ جلد اول ص ۲۷۲)

قساوت سے جس طرح فسق جودی پیدا ہوتا ہے اس طرح فجور بھی پیدا ہوتا ہے حقائق القدر صفحہ ۴۶ میں ہے فاسق سے لوگ خوف نہیں کرتے کیونکہ اس کا فسق اس کی ذات تک ہی محدود ہوتا ہے اور فاجر سے لوگ اس کے خبث نفس سے بچنے اور اپنے ایذا دیئے جانے کے ڈر سے مدارا کے ساتھ پیش آتے ہیں فاجروں میں سے ہر ایک مقام میں ان کا ایک ایک سرغنہ ہوتا ہے جو ان کی مدد سے شرفاء اہلسنت اور فساق غیر فاجر پر ظلم کرتا ہے۔ فاجروں کے احکام یہ ہیں ہر اس عاصی سے اللہ تعالیٰ کے لئے بغض رکھنا یعنی اس سے اختلاط نہ کرنا اور اس سے راضی نہ رہنا ضروری ہے جس کی معصیت متعدی ہے بخلاف اس عاصی کے جس کی معصیت متعدی نہیں ہے کیونکہ اس میں دوسروں کا ضرر نہیں ہے۔ (حدیقہ ندیہ جلد دوم ص ۶۶) حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے برا آدمی وہ ہے جسے لوگ اس کے شر سے بچنے کیلئے چھوڑ دیں (بخاری کتاب الادب) اس میں فاجر و بد دین اور مرتد داخل ہیں ان حقائق سے یہ چیز ثابت ہوئی کہ مخالفین اسلام و سنت اور خصوصاً وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں کا قرآن و حدیث سے استدلال کرنا بیضل بہ کثیر اکی روشنی میں حجت نہیں ہے۔

سوال چہارم ۴:- اس شخص کی کوئی نشانی بتا دیجئے جس سے ہم فسق جودی میں گرفتار کو پہچان لیں؟۔

جواب:- جو شخص فسق جودی کے لوٹ سے آلودہ ہے وہ خیر میں سے اسی چیز کو مانتا ہے جو اس کی ہوائے نفس کے موافق ہے اور اس چیز کو نہیں مانتا جو اس کے نفس کے خلاف ہے۔ (مجالس الابراہیم ص ۷۰) یہی فسق گمراہی کا دروازہ ہے اور اسی دروازے سے آدمی کے قلب میں کفر و ارتداد اور بد دینی داخل ہوتی ہے یہ فاسق کفر سے خوف نہیں کرتا حدیقہ ندیہ جلد دوم صفحہ ۶۸ میں ہے خوف ایمان کی شرط سے ہے۔ خوف نہ ہونے کی وجہ سے وہ کفر کے ارتکاب میں بے باک ہوتا ہے اور کفر سے توبہ نہیں کرتا۔

سوال پنجم ۵:- ان حقائق سے ہمیں یہ چیز معلوم ہوئی کہ گمراہی سے بچنے کے لئے طریق الہدیٰ پر چلنا ضروری ہے

اب یہ بتائیے کہ طریق الہدیٰ کون سی راہ ہے؟۔

جواب:- طریق الہدیٰ کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ ”چلا ہم کو سیدھا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ بیکے ہوؤں کا“۔ (ترجمہ کنز الایمان) تفسیر خزائن العرفان میں ہے جن امور پر بزرگان دین کا عمل رہا ہو وہ صراط مستقیم میں داخل ہے تفسیر یعقوب چرنی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے سورہ فاتحہ کا پڑھنا ہر ایک رکعت میں اس لئے واجب ہوا کہ بندے کو چاہئے کہ ہمیشہ خدائے تعالیٰ کے عاشقوں (اولیاء کرام و مجتہدین عظام) کی راہ طلب کرے (ان کے عقائد اور اخلاق پر رہنے کی توفیق طلب کرے) تاکہ (دنیا و آخرت میں) اس کا الحاق ان سے ہو۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اپنے رسالہ ”تفسیر سورہ فاتحہ میں فرماتے ہیں ان کی راہ چلا جن کو ہر ایک حال میں شریعت کی رعایت کرنے کی نعمت سے مشرف کیا اور جنہیں

فیوض مشاہدات ہر ایک آن میں پہنچتے ہیں اور جو اوامر کے امتثال اور نواہی کے اجتناب میں فرائض و واجبات اور آداب کو بروجہ کمال بجالاتے ہیں اور مغلوب الحال نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں اولیاء ابدال جو صراط مستقیم کے سالک ہیں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں ان کی جانب اشارہ ہے مغضوب علیہم نفس وہوئی میں گرفتار بعد و حرمان والے ہیں اور ضالین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صراط مستقیم کے سلوک کا ارادہ کرتے ہیں اور یکایک نفس و شیطان کے وسوسہ سے دائیں بائیں جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ فسق جودی میں گرفتار مغضوب علیہم میں داخل ہیں کیونکہ وہ اہل عناد و مکابرہ ہیں اور صراط مستقیم کے سلوک کا ارادہ ہی نہیں کرتے شیطان نفس کے ذریعہ سے ہی آدمی پر قابو پاتا۔ شاکل الاتقیاء صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰ میں ہے کفر ابلیسی نفس سے تعلق رکھتا ہے اور کفر نفس اپنی ہوئی سے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام و سنیت پر استقامت پانے کے لئے نفسانی اخلاق ذمیمہ سے پاکی حاصل کرنا اور اخلاق الہیہ سے متصف ہونا ضروری ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ تنویر القمر میں فرماتے ہیں، ذمائم دل کو مکدر اور ساحت سینہ کو تنگ کر دیتے ہیں ذمائم سے پاکی حاصل کرنے کے سلسلہ میں حضرت والد محترم و مرشد گرامی مدظلہ کی تصانیف ”اشرف الاخلاق۔ الاخلاق المرضیہ“ دیکھو اور جو معاملہ پیش آئے اس میں ہر ایک بطلان و فساد اور مکروہ سے احتراز کرتے رہیں جن کے جاننے کا مقام فقہ ہے (الطریقۃ الحمدیہ علی صاحبہما الصلوٰۃ والتحبۃ جلد دوم صفحہ ۲۱۳) اخلاق حسنہ کسب کئے جانے کا طریقہ یہی ہے جو آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

نفس کا فرکیش را بر خویش تن سلطان مکن دشمنست او ہر چہ فرماید بتو کن آں مکن

سوال ششم ۶:- اس تفصیل سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اسلام میں اجماع صالحین موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت طریق الہدیٰ ہے جس کے خلاف قدم اٹھانے پر مسلمان گمراہ ہو کر کافر و مرتد اور بد دین بن جاتا ہے اس سلسلہ میں ہمارے لئے اجماع کے اور دیگر دلائل بیان کیجئے۔

جواب:- اجماع کے دلائل میں سے پہلی دلیل آپ نے پانچویں سوال کے جواب میں پڑھ لیا ہے اس سلسلہ میں دوسری دلیل یہ ہے۔

دوسری دلیل ۲:- کَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شٰہِدًا عَلٰی النَّاسِ۔ سورہ بقرہ رکوع ۱۷۱۔ ہم نے کیا تمہیں سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو (ترجمہ کنز الایمان)۔ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۵۲۲ و ۵۲۳ میں ہے اجماع میں مجتہدین متدین کے قول کا اعتبار ہے (جو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے میں غیر حق کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے)۔ (حدیقہ ندیہ جلد دوم صفحہ ۹۴) ان کے غیر کا نہیں بہر حال ان کا اجماع خطا پر ممکن نہیں ہے ورنہ یہ امت خیار اور عدول نہیں رہے گی اس امت اور اگلی امتوں میں کوئی فرق نہ رہے گا یہ ایک عظیم شرف ہے جو اس امت کو مہیات اجماعیہ پر عطا کئے۔ جس طرح پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم خطا سے معصوم اور واجب القبول ہے اسی طرح اس امت کا حکم اجتماع

پر خطا سے معصوم اور واجب القبول ہے تفسیر احمدی جلد اول صفحہ ۳۰ اور تفسیر مدارک جلد اول صفحہ ۲۷ میں ہے (احناف کے امام العقائد) حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت سے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا اس سے ثابت ہوا کہ اجماع صراط مستقیم ہے۔

تیسری دلیل ۳: کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۲ یعنی تم بہتر ہوان تمام امتوں میں جو لوگوں میں نہیں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ (”وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں اپنے صلح کلی زندقہ والحاد کو چھپاتے ہوئے اولیاء کرام پر یہ افترا کرتے ہیں کہ ان حضرات کے پاس کفر و اسلام اور کافر و مومن یکساں ہیں اس افترا کا رد وہ آیت کریمہ کرتی ہے جو اس حاشیہ کا متن ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس کلام میں اولیاء کرام اور مجتہدین عظام کا وصف معروف کی اشاعت اور منکر کا ازالہ کرنا بیان کیا ہے اس قرآنی شہادت سے وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں کا وہ قول بدتر از بول ثابت ہوا۔ شائل الاتقیاء صفحہ ۳۰۵ میں ہے جو حضرت شیخ رکن الدین کا شانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے جو حضرت نظام الدین اولیا محبوب الہی قدس سرہ کے پوتے خلیفہ ہیں صوفیہ کرام کلام ربانی کے اقتضا پر کل من عند اللہ پر معتقد ہیں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے پر ہے اس رو سے وہ ذائم اور کفر ظاہر و باطن پر معترض نہیں ہیں اور اپنی نظر اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادت و قضا و قدر اور اس کے حکم پر رکھتے ہیں اگر صاحب عیب پر نظر رکھیں تو مشرک بن جائیں گے کیونکہ وہ ان ذائم کا خالق نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم پر صاحبان عیب کی تنبیہ کرنا واجب ہے ورنہ شرائع میں خلل آئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الْآيَةُ انتھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارِ أُولِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ مَوَظِينَ۔ سورہ مائدہ رکوع ۹ یعنی اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے وہ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافروں میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان) خزائن العرفان میں ہے اسلام کے دعوے کے ساتھ کفری عقیدے رکھنا دین کو ہنسی کھیل بنانا ہے۔ (اس میں تمام مرتدین منافقین داخل ہیں) حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ ترجمہ آداب المریدین صفحہ ۷۵/۷۶ میں فرماتے ہیں جس کام پر محدثین و فقہاء کا اجماع ہے صوفیہ کرام ان کے اس اجماع میں شریک اور اس پر معتقد ہیں انتہی بد دینوں سے موالات نہ کرنے پر اجماع منعقد ہے۔ مجالس الابرار صفحہ ۵۳۹ میں ہے بیشک تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور علماء اہلسنت بد دینوں کی عداوت اور ان کے چھوڑ دینے پر متفق ہیں۔ اللجام فی ذم العوام صفحہ ۲۷ میں ہے تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ بد دینی کی برائی بیان کی جائے اور بد مذہب کو جھڑکا جائے اور عتاب کیا جائے اور ایسا کرنا بطور ضرورت اور یقین کے شریعت سے ثابت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بد دینوں سے اجتناب کرنا اور ان سے موالات نہ کرنا اور ان کے منکر کا ازالہ کرنا

ضروریات دین سے ہے بد دینوں سے موالات کرنا اور منکر کے ازالہ کو آزار جاننا مبایحیوں کا نفسانی تصوف ہے۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں۔

منکر آمدہ پیش او معروف	شد بمنکر عنان او مصروف
از علامات عقل و دین عاری	مذہبش حصر در کم آزاری
نیست درویشی اینکہ زندقہ است	نیست جمعیت اینکہ تفرقہ است

(اصطلاح تصوف میں مقام جمع سے مراد درجہ ولایت ہے اور تفرقہ سے مراد غیر ولایت کا درجہ ہے۔ امجد)
یعنی مبایحی کے پاس معروف منکر ہے اور منکر معروف، مبایحی اسلام و سنیت کے اصول و ضوابط سے جاہل اور عقل معاد سے محروم ہے جس کی وجہ سے وہ معروف کی اشاعت اور منکر کے ازالہ کرنے کو آزار جانتا ہے اور اسی پر اس کا دھرم محدود ہے۔ اے مبایحی شیخ تیرا منکر کو معروف جانتے ہوئے اس کے تغیر کرنے کو آزار جاننا اور تیرا اس سے باز آنا کفری دفتر کا دیباچہ ہے جس سے تمام اقسام کے کفریات سے الفت پیدا ہوتی ہے اور وہ تصوف اور ولایت نہیں ہے بلکہ زندقہ ہے یعنی مجموعہ کفر ہے اسی مباہیت کے رو میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست بہ تسبیح و سجاد صدیق نیست

اس سے ثابت ہوا کہ اسلامی تصوف وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں کے افترا سے پاک و بری اور اسلام و سنیت کا زبدہ ہے و ہمچریوں نے مباہیت میں صلح کلی زندقہ دیکھ کر صلح کلی زندقہ کے پھیلانے کے لئے صلح کلیت ہی کو تصوف قرار دیا اور اس مکر سے وہ صلح کلیت کی اشاعت کرنے لگے ولایت کے درجہ کی حقیقت میں شامل الاتقیاء میں آیا ہے۔

آنانکہ رضاء حق بجاں می جویند	دوراء رضاء اوبسرمی پویند
ہریک ہماں آں کند کہ حق فرماید	حق نیز ہماں کند کہ ایشاں گویند

(اولیاء کرام کی طلب کو اللہ تعالیٰ بلاتا خیر کے بعینہ عطا فرماتا ہے عوام اہلسنت کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے اس لئے ہم اہلسنت اپنی حاجت براری میں اولیاء کرام سے مدد طلب کرتے ہیں تاکہ اپنا مقصد بلاتا خیر کے بعینہ حاصل ہو۔ دیکھو شمس العقائد صفحہ ۵۷ و ۵۸۔ حسینی)

ولایت کا درجہ امت میں وہ بلند و بالا درجہ ہے جو فسق سے محفوظ ہے ایسے پاک درجہ میں کفر و زندقہ کا داخلہ بتانا تلہیس کا بدترین درجہ ہے تمہید ابو شکور سالمی صفحہ ۸۱ میں ہے جو گناہ عدالت کو ساقط کرتا ہے ولایت کے زوال کو واجب

کرتا ہے۔ اور فاسق کا ولی ہونا جائز نہیں ہے جس درجہ میں فسق سے حفاظت ہے اس درجہ میں زندقہ کا داخلہ بتا کرو، ہمسچریوں نے درپردہ اولیاء کرام کو کافر و زندیق کہہ دیا کیونکہ کفر کی پسندیدگی بھی کفر ہے (شرح فقہ اکبر) حسینی۔“
توضیح و تلویح صفحہ ۵۳۰ میں ہے بیشک امت ضالین خیر الامم نہیں ہیں اس لئے کہ ان کا وصف اللہ تعالیٰ کے قول میں تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ آیا ہے جب وہ کسی امر پر کسی چیز پر اجماع کر لیں تو وہ چیز معروف ہے اور جب وہ کسی چیز سے منع کریں تو وہ چیز منکر ہے تو ان کا اجماع حجت ہے۔

چوتھی دلیل ۴: یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ سورہ توبہ رکوع ۱۵) یعنی ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان) خزانة العرفان میں ہے اس آیت سے ثابت ہوا کہ اجماع حجت ہے کیونکہ صادقین کیساتھ رہنے کا حکم فرمایا اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے۔ نور الایمان بتفسیر القرآن میں ہے معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی فرقہ حق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے اس ہی شاخ میں پھل پھول لگتے ہیں جس کا تعلق جڑ سے قائم ہو اور وہ فرقہ اہلسنت و جماعت ہے دیکھو بنی اسرائیل میں ہزار ہا اولیا پیدا ہوئے مگر جب ان کا دین منسوخ ہو گیا ولایت بند ہو گئی۔ شرح رسالہ قشیریہ از حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ صفحہ ۲۳۶ میں آیا ہے جو شخص اپنی ہوائے نفس سے جدا ہو کر کتاب و سنت اور معتقدات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر معتقد ہے اس شخص کو صادق کہتے ہیں (انہیں حضرات کو اولیاء اللہ کہتے ہیں جن کا قدم صدق میں مضبوط ہے)

اشعة اللمعة شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱ میں ہے مشائخ صوفیہ اسی مذہب پر تھے جیسا کہ ان کی معتمد کتب سے ظاہر ہے کتاب تصرف میں جو صوفیہ کرام کی معتمد ترین کتاب ہے جو عقائد صوفیہ بیان کئے ہیں جن پر اجماع قائم ہے وہ تمام عقائد اہلسنت و جماعت کے عقائد ہیں بلا کسی کمی و بیشی کے اس سے ثابت ہوا کہ اہلسنت و جماعت کے سوا بقیہ فرقہ اہل باطل سے ہیں۔ کیونکہ ان میں اولیا نہیں آئے۔

اولیاء آئے نہ جس ملت میں ہوں اس بری ملت پہ لعنت کیجئے

اس سے اجماع صالحین کی اہمیت معلوم ہوئی کہ اولیاء کرام بھی گمراہی سے بچنے اور ولایت کے درجہ سے ساقط نہ ہونے کے لئے اجماعی عقائد پر معتقد اور اجماعی اعمال پر عامل ہوتے ہیں آج ان اولیاء کرام کی اولاد میں سے ایک بڑی تعداد مباہیت اختیار کر کے اجماع کی مخالفت سے کفر و ارتداد میں بے باک بنی ہوئی ہے۔

بہ ہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجبا

اس مباہیت میں رفاعی و مداری و جلالی اور ملنگ نام سے بنے ہوئے فقیر اور مباہی مشائخ کے بنائے ہوئے بانوا فقیر بھی شامل ہیں مباہیت کی حقیقت سے واقف ہونے اور اپنے دامن سنیت کو اباحت کے لوٹ سے پاک رکھنے کیلئے حضرت

والد محترم و مرشد گرامی مدظلہ کی تصانیف الکلام المفید فی بیان شجرة المرید۔ القول البدید فی اثبات خلافة المرید دیکھو۔

پانچواں دلیل ۵:- وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ سورہ نساء رکوع ۱۔ یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (ترجمہ کنز الایمان) تفسیر مدارک جلد اول صفحہ ۱۹۵ میں ہے یہ آیت کریمہ دلیل ہے اس بات پر کہ اجماع حجت ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں ہے جیسے کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ خزائن العرفان اور جلالین صفحہ ۸۷ کے حاشیہ میں ہے طریق المسلمین ہی صراط مستقیم ہے۔ نور الانوار صفحہ ۱۸۰ میں ہے اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی مخالفت کو مخالفت رسول کی مثل ٹھہرایا پس ان کا اجماع حجت قطعیہ ہے۔

چھٹویں دلیل ۶:- وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۲۔ یعنی اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر آپس میں پھٹ نہ جانا (ترجمہ کنز الایمان) تمہید ابو شکور سالمی صفحہ ۱۸۵ میں ہے اللہ تعالیٰ کے دین سے جدا نہ ہو اور وہ سنت و جماعت ہے۔ حدیقہ ندیہ جلد اول صفحہ ۸ میں ہے اہل کتاب کی طرح دین حق سے جدا نہ ہو جانا۔ تفسیر خزائن العرفان میں ہے: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ اجماع ہے۔ جو شخص اجماع کی مخالفت کر کے کفر و ارتداد میں چلا جائے وہ اسلام سے خارج اور اسلامی برادری سے نکلا ہوا ہے۔ حدیقہ ندیہ جلد دوم صفحہ ۱۶۷ میں ہے اصحاب مناکر سے محبت نہ کرنا وان کے منکر سے راضی نہ رہنا وان سے اختلاف نہ کرنا اور ان کے ساتھ مجالست کو ترک کرنا لازم ہے اگر وہ اپنے منکر سے باز نہ آئیں۔ اشعة اللعانة جلد چہارم صفحہ ۱۴۰ میں ہے اہل ہوی و بدعت سے دائمی جدائی چاہئے ان کی توبہ کا اظہار ہونے اور ان کے حق کی طرف رجوع کرنے تک۔ حضرت ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی ہو مثل روافض و خوارج (وہابی خوارج ہی میں داخل ہیں) اور ان کے مانند دیگر اہل باطل سے موافقت اپنے فاسد عقیدے سے توبہ کرنے تک نہ کریں اگرچہ اپنے باپ یا بیٹے کیوں نہ ہوں۔ (اس لئے کہ اتحاد اور اخوت کا سبب اسلام ہے اور جدائی و دشمنی کا ذریعہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ (سورہ آل عمران رکوع ۱۱) اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بن گئے۔ (ترجمہ کنز الایمان) اس آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں (۱) کفر کی موجودگی میں کافروں مرتدوں میں حقیقی اتحاد نہیں ہوتا اور الکفر ملۃ واحد کے باوجود ان میں پھوٹ ہوتی ہے (۲) حقیقی اتحاد و اخوت کے لئے اسلام و سنیت چاہئے اسی سے حقیقی اتحاد ملتا ہے پس ثابت ہوا کہ حقیقی اتحاد کے لئے کفر و بد دینی سے باز آنا ضروری ہے۔ اہلسنت

کے یقینی عقیدے کے لحاظ سے اسلام کے دعوے کے ساتھ ضروریات دین کا انکار کرنا اور سنیت کا دعوے کے ساتھ اہلسنت کے عقائد کا انکار کرنا ارتداد و بدعت ہے (خیالی حاشیہ شرح عقائد - حدیقہ ندیہ - شرح و قایہ - شرح فقہ اکبر) اس حقیقی اتحاد کی دعوت اسلام دیتا ہے اس دعوت کا انکار کر کے وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں کا وحدت کلمہ کی مکاری سے مرتدین منافقین سے اور پھر وحدت کلمہ کا انکار کر کے مشرکین سے اہلسنت کو اتحاد و اخوت کرنے کی دعوت دینا انہیں ملحد بنانا اور اس آیت کریمہ میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس سے باغی بنانا ہے۔ ۱۲ حسینی) صلح کلیت میں ان احکام اور اس دینی ضرورت کا انکار ہے اور کافران اصلی اور مرتدین منافقین سے موالات اور ان سے اخوت فرض ہے جو صلح کلیوں کا ایک مستقل کفر ہے۔ ہم اہلسنت اور اہل منا کر سے اتحاد کی شرعاً یہی صورت ہے کہ وہ اپنے منکر سے توبہ کر کے سنی مسلمان بن جائیں۔

ساتویں دلیل ۷:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اتبعوا السواد الاعظم۔ یعنی سواد اعظم کی پیروی کرو۔ اس کی شرح میں اشعة اللمعة شرح شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۴۳ میں ہے ترغیب دینا اور براہیجنتہ کرنا ہے اس چیز کی اتباع پر جس پر اکثر علماء ہیں۔ الطريقة المحمدية على صاحبها الصلوة والتحية جلد دوم صفحہ ۱۶۲ میں ہے اکثر علماء کا قول فتویٰ کے لئے مختار ہے (جو اجماع پر دلالت کرتا ہے) اشعة اللمعة جلد اول صفحہ ۱۴۱ میں ہے بالجملہ دین اسلام میں سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا دین ہے۔ ترجمہ میزان امام شعرانی قدس سرہ جلد اول صفحہ ۱۳۰ میں ہے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سواد اعظم سے مراد اہلسنت و جماعت میں چاہے وہ ایک ہی فرد کیوں نہ ہوں اجماع پر معتقد اور اس پر عامل ہونے کی وجہ سے۔ ایسا ہی ایوانیقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر صفحہ ۴۳ میں آیا ہے۔

آٹھویں دلیل ۸:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیں گے سوا ایک ملت کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک کون فرقہ ہے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے بہتر ۷۲ / دوزخی ہیں اور ایک جنت میں ہے اور وہ اہلسنت جماعت (موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت) ہے اس کی شرح میں اشعة اللمعة جلد اول صفحہ ۱۴۲ میں ہے کلمہ سحر اور اس چیز پر اجتماع کرنے کی وجہ سے جماعت سے نامزد ہے جس پر سلف نے اجماع کیا ہے جو راہ راست پر تھے قطب راہنچور حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ المتوفی ۸۹۲ھ فرماتے ہیں سواد اعظم اور جماعت سے مراد اجماع صالحین ہے۔ (القول المفید کلمات قدسیہ) حدیقہ ندیہ جلد اول صفحہ ۶۱ میں ہے جماعت سے مراد اجماع ہے اور وہ جماعت صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور ان کے متبع علماء کی ہے قیامت تک جو تہتر ۷۳ / فرقوں میں ناجی فرقہ ہے انتھی۔ ہم پر یہی اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ ہم اہلسنت ہی حق پر ہیں اور ہمارے مخالف یقیناً اہل بدعت و نار ہیں (تجرید الشامی جلد اول صفحہ ۱۷) جبکہ ضروریات دین کے منکر نہ ہوں ضروریات دین کے انکار پر وہ اسلام سے خارج اور مرتدین منافقین ہیں دیکھو در مختار

وعالمگیری کتاب الوصایا وہ بدعتی جو کفری عقائد رکھتے ہیں، بمنزلہ مرتد کے ہیں۔ صلح کلیت میں کفر و ارتداد سے بچنے کے اس حقانی و اسلامی عقیدہ کے خلاف مرتدین منافقین مدعیان اسلام کو بھی اہل حق اور مسلمان مانا جاتا ہے جو الحاد و زندقہ ہے۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اجماع صالحین جو موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی صراط مستقیم، طریق الہدیٰ، جبل اللہ سبیل المؤمنین، معروف، راہ مسلوک و سواد اعظم اور جماعت ہے جو حق و باطل کی کسوٹی ہے صراط مستقیم کے بیان میں یہ حدیث مبارکہ آئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے اور اس کے دائیں بائیں اور خطوط کھینچے اور فرمایا یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر ایک کے سرے پر ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے جو ادھر بلارہا ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ (مشکوٰۃ اس آیت کا تکرار یہ ہے وَلَاتَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ۔ سورہ انعام رکوع ۲) یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی (ترجمہ کنز الایمان) اس کی تشریح گلشن راز میں ہے۔

میانہ راہ صراط مستقیم ست زہر دو جانمش قشر حمیم ست

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صدیقین اور سلف کے طریقہ پر چلو (یعنی اجماع صالحین پر چلو) منافقین (مدعیان اسلام) کی پیروی نہ کرو کہ یہ منافق دائیں بائیں چلے (ملفوظ کبیر جلد چہارم صفحہ ۵۲) اس حدیث مبارکہ کی شرح میں جتہ اللہ البالغہ مترجم جلد اول صفحہ ۴۰۹ میں ہے فرقہ ناجیہ وہ ہے جو تمام عقائد و اعمال میں کتاب و سنت اور جمہور صحابہ و تابعین کے اجماع سے اخذ کرتا ہے۔ (جیسے مسلک اعلیٰ حضرت) فرقہ غیر ناجیہ وہ ہے جو سلف کے عقیدہ کے خلاف کوئی عقیدہ رکھے۔ اسلامی اتحاد اور اخوت کی یہی حقیقت ہے کہ ہر ایک مسلمان صراط مستقیم پر رہے جو اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے جو دائیں بائیں چل رہا ہے وہ اسلامی اخوت سے خارج ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا اور دائیں بائیں چلنے والوں کو اسلامی اور سنی برادری میں داخل کرنا صلح کلی زندقہ ہے جو وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں کے فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے۔ صراط مستقیم سے گمراہ کر کے کافر و مرتد بنا دینے کا شیطان نے عہد کیا ہے لَفَاعِدَنَّ لَهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ۔ سورہ اعراف رکوع دوم میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا (ترجمہ کنز الایمان) اس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت کو اجماع صالحین (مسلک اعلیٰ حضرت) سے جدا کر کے کافر و مرتد اور بدین بنادینا شیطان کا خاص کام ہے اور وہی کام ان ہی شیطانی مرتدین منافقین کا بھی ہے الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ۔ سورہ توبہ رکوع ۹۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں۔ (ترجمہ کنز الایمان) حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صراط مستقیم اور معروف کا منکر ہی معروف کا انکار کرتا ہے جو راہ غیر مسلوک (غیر اجماعی عقائد) کی طرف بلاتا ہے (رسالہ اعلیٰ حضرت

ماہ شعبان ۱۳۸۱ھ) شرح تعرف جلد ثالث صفحہ ۷۴ میں ہے اجماع کا طریقہ جادۂ شرع کی طرح راہ مسلوک ہے جو راہ مسلوک پر ہوتا ہے گمراہ نہیں ہوتا اگر کوئی بد دین اس سے جدل کرے (حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ علما معروف ہوں تمام سلف صالحین ہمارے درمیان معروف ہیں اب وہ علما جو اس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی کیساتھ مشہور ہیں تو وہ بھی معروف ہیں ان کا قول سند ہے یہ خود معروف کا اتباع کرتے ہیں یعنی امر معروف کا اور علماء معروف کا اور دوسروں کو امر معروف کا حکم کرتے ہیں (رسالہ اعلیٰ حضرت رجب ۱۳۸۱ھ) شرح شفا جلد دوم صفحہ ۵۴ میں ہے اصفا اہل معروف ہیں این بوع فی بیان التقلید الفرض والممنوع صفحہ ۴۰ میں ہے عوام کا کام کتاب وسنت پر تمسک کئے فقہاء اور ان کے اتباع علماء رسول کے اقوال پر تمسک کرنا ہے۔ (حسینی) تو اس پر کان نہ دھرے اور جو بد خطرہ دل میں گزرے اس کو معروف (اجماع) پر درست کر لے اسی میں صفحہ ۵۷ میں ہے جب بندہ اجماع پر کام کرتا ہے تو دیواس پر قابو نہیں پاتا (یعنی وہ دیوبندی نہیں بنتا) ہدایۃ الوریۃ الی شریعۃ الاحمدیۃ صفحہ ۲۸ و ۲۷ میں ہے جو باتیں مجتہدین اور ائمہ ملت نے بکمال تحقیق سلفاً خلفاً معتبر رکھیں اور مابہ الامتیاز قرار دیں کہ یہ مذہب اہلسنت وجماعت ہے (یعنی مسلک اعلیٰ حضرت ہے) اور خلاف اس کا بدعت وضلالت ہے باب عقائد میں کافی ہے اب کوئی بد مذہب خلاف اس کے بیان کرے اور براہ کج فہمی کسی آیت یا حدیث سے سند لائے قابل لحاظ نہیں (کیونکہ قرآن وحدیث کا وہی مطلب صحیح ہے جو اجماعاً آیا ہے اس کے خلاف کے ماننے میں یضلل بہ کثیر أمانع ہے) علما سے صرف اس قدر دریافت کر لیں کہ یہ عقیدہ (جو اس بد دین یا مرتد نے بتایا ہے) کتب اہلسنت وجماعت میں مذکور ہے یا نہیں اگر نشانہ ہے تو واجب التسليم جو صریح نہ دکھا سکیں تو اس کی بات پر اصلاً اعتماد نہ کریں۔ قطب راچنور قدس سرہ فرماتے ہیں سنیوں پر بد مذہبوں کا استدلال قبول نہ کرنا واجب ہے (القول المفید۔ کلمات قدسیہ) فصل الخطاب بین الخطأ والصواب صفحہ ۳۶ میں ہے عوام کو چاہئے کہ اول اپنے عقائد کو اہلسنت وجماعت کی کتب کلامیہ پر درست کر لیں (اس سلسلہ میں شمس العقائد یا بہار شریعت حصہ اول یا ترجمہ تکمیل الایمان کافی ہے) پھر ان کی کتب پر فرض وواجب وسنت ومنسوب وحلال ومکروہ اور مشتبہ کو درست کر لیں (اس سلسلہ میں قانون شریعت یا بہار شریعت پڑھیں حسینی)۔ حکم منصوص کے انکار کرنے کو جدل کہتے ہیں (حجۃ اللہ بالآلۃ مترجم جلد اول صفحہ ۴۱۴) مگر ابی سے بچنے کے سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے حضرت والد محترم و مرشد گرامی کی تصانیف القول الوجیز فی بیان مکائد الناجلیز۔ نہج الاخیار الی فضل العلماء والسادات الطہار دیکھو اہلسنت وجماعت کے عقائد کا علم فرض عین ہے (الطریقۃ الحمدیۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ جلد اول صفحہ ۹۱) فسق تجودی کی وجہ سے عوام کی اس اکثریت میں اہلسنت کے عقائد معروف کرنے کا جذبہ مفقود ہو گیا ہے جو فاتحہ کی ادائی پر اپنے آپ کو سنی سمجھتی ہے عوام اہلسنت اس ذمہ سے پرہیز کریں اور جو اردو پڑھ سکتے ہیں وہ خود پڑھا کریں اور جو نہیں پڑھ سکتے وہ پڑھوا کر اہلسنت کے عقائد معلوم کرتے رہیں۔ (یہ سیدی والدی و مرشدی کی تصانیف کا آسان خلاصہ ہے)۔ (باقی آئندہ)

نخبة المقاصد ترجمۃ کتاب العقائد

شمس العقائد (فصل دوم) (قسط دوم)

مصنفہ: قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد اکبر حسینی قدس سرہ، خلف اکبر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ
مترجمہ: حضور شیخ المشائخ ابو محمد سید چندا حسینی صوفی اشرفی، رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسۃ قطب
راپنچور

اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت

سوال ۱:- اگر تجھے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- کہہ دو قسم ہیں ذاتی اور فعلی۔
صفات ذاتی ان صفات کو کہتے ہیں جن کے انفکاک کا تصور اس کی ذات سے متصور و ممکن نہیں ہے۔ مثل قدم۔ علم۔ قدرت اگر قدم جائے تو حدوث پیدا ہو۔ حیات جائے تو موت آئے۔ علم جائے تو جہل لازم آئے اور قدرت جائے تو عجز۔ یہ تمام ناقص صفات ہیں اور خدائے تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ صفات فعلی وہ صفات ہیں جو دوسروں سے متعلق ہیں۔ جن سے غیر میں تاثری صفت پیدا ہوتی ہے اور ان کے انفکاک کا تصور متصور ہے۔ مثلاً رزق تکوین، مغفرت نیز کہتے ہیں کہ ان صفات اور نوع کی دیگر دونوع ہیں۔ حقیقی کہ اس سے عبارت عالم کا پیدا کرنا ہے جو امر ثابت اور محقق ہے۔ اضافی جو دوشی کے درمیان میں نسبت رکھتی ہیں جیسا کہ علم نسبت رکھتا

ہے۔ عالم اور معلوم میں قدرت نسبت رکھتی ہے۔ قادر اور مقدور میں لیکن حیات مثل قدم وبقا اور وجود صفات حقیقی کہ اس سے عبارت ازروئے صواب ذات حی و قیوم و باقی اور موجود کی صفات ہیں۔ اکثر متکلمین علم اور قدرت کو صفات حقیقی کہتے ہیں بلکہ امہات سبع سے گنتے ہیں اور اصح یہی ہے۔ اور یہ امثال بعض علماء کے قول پر راست آتی ہیں جن کا بیان فصل میں ان کے محل میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال ۲:- اگر تجھے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اعراض ہیں یا ذوات؟

جواب:- کہہ کہ عرض نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ اگر عرض کہیں تو زوال لازم آئے اور وہ قدیم ہیں۔ اور قدیم زائل نہیں ہوتیں۔ اور ذوات بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس سے ذات کا تعدد لازم آتا ہے اور وہ نصاریٰ کا مذہب ہے وہ ثالث ثلاثہ کہتے ہیں اور وہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اگر صفات

ذوات ہوتیں تو خود ہی اپنی ذات سے قائم ہوتیں اور خدائے تعالیٰ کی صفات اس کی ذات سے قائم ہیں۔
سوال ۳:- اگر تجھے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ کہیں یا ذات باری تعالیٰ میں یا ایسا کہنا منع ہے؟

جواب:- کہہ کہ یہ قول حلول اور مقارنت پر دلالت کرتا ہے اور وہ جائز نہیں ہے لیکن ایسا کہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات قائم بذات خدا ہیں نہ اس کے ساتھ ہیں اور نہ اس میں ہیں۔

سوال ۴:- اگر تجھے پوچھیں کہ خدائے تعالیٰ کی صفات عین ذات ہیں یا غیر ذات؟

جواب:- کہہ کہ اکثر اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ نہ عین ذات ہیں اور نہ غیر ذات اور بعض کہتے ہیں کہ صفات ذاتی عین ہیں اور صفات فعلی غیر۔ جس کی تفسیر اوپر بیان کی گئی ہے اور معتزلہ صفات کی نفی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا۔ مقدرات سے جو تعلق ہے وہ اس عبارت سے اسے عالم کہتے ہیں اور اس رو سے اللہ تعالیٰ کو عالم نہیں کہتے کہ قدرت اور علم ایک صفت ہے جو ذات باری تعالیٰ سے قائم ہے معتزلہ اللہ تعالیٰ کو عالم بلا علم اور قادر بلا قدرت کے کہتے ہیں اس کے علاوہ عالم بالذات اور قادر بالذات بھی کہتے ہیں۔ کرامیہ۔ صفات کے قدیم ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ تاکہ تعدد و قداملازم نہ آئے۔ یہ ان کی جہالت ہے اسلئے کہ اگر ذوات کو متعدد اور قدیم سمجھیں تو تعدد قداما قول لازم آئے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی صفات کے ساتھ قدیم کہیں تو تعدد قداملازم نہیں آتا اور نہ نصاریٰ کے مذہب سے نسبت ہوتی ہے (ف) اہل سنت و جماعت

کے عقائد میں دو گروہ ہیں جس طرح اعمال میں چار گروہ ہیں اور وہ دو گروہ اتباع حضرت امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اتباع حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ (حدیقہ ندیہ، تجرید الشامی۔ حاشیہ خیالی، فتاویٰ حدیقہ البیواقیت والجوہر فی بیان عقائد الاکابر، حاشیہ شرح عقائد سیالکوٹی بر شرح عقائد عضدیہ) ہم احناف ماتریدی ہیں یعنی سنی حنفی ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے خلاف وہابی خارجی اور اعتزالی اور قدری اور ظاہری فرقوں کے عقائد پر ہیں۔ جن کا امام اوّل ابن عبد الوہاب نجدی اور امام دوم اسماعیل دہلوی ہے۔ یعنی وہابی وہ بدین فرقہ ہے جو ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید اور اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے عقائد پر اپنے عقائد رکھتے ہوئے ان دونوں کو اپنا بزرگ مانتا ہے جن میں سے غیر مقلد ہم سے فروغاً بھی علیحدہ ہیں۔ اور دیوبندی وہابی معتزلہ کے دین پر ہیں اور انہیں کی طرح ظاہر میں حنفی ہونے کے مدعی بھی ہیں معتزلہ کی طرح سنیت کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی وہابیت کو پوشیدہ رکھنے کا سنگ بنیاد ہندی وہابیوں میں سب سے پہلے کو چک ابدال وہابیہ محمد اسحاق دہلوی نے رکھا۔ (دیکھو بوارق محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم، تصحیح المسائل از مولانا حضرت شاہ محمد فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ مذاہب اسلام) اسی اسحاق کے شاگرد محمد عبد الغنی کا بیٹا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند شاگرد ہے۔ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی وہابیت کی اشاعت کے لئے ہی مدرسہ دیوبند قائم کیا گیا۔ (دیکھو دیوبندیوں کا اخبار جمہوریت بمبئی ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ) اشعری اور ماتریدی عقائد کے خلاف

کو بدعت اور ضروریات دین کے انکار کو کفر کہتے ہیں) الروضة البهية في ما بين الانشاعة والماتريدية - عالمگیری (اسمعیل دہلوی اور اس کے مرشد سید احمد رائے بریلوی کے وہابی ہونے کے ثبوت میں ہم یہاں نیچر یوں وہابیوں ہی کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ وامق بدایونی جس نے محمد علی جوہر کے ساتھ مل کر کام کیا جو مورخ بھی ہے رسالہ شیراز حیدرآباد دکن ۷ شوال ۱۳۷۲ھ میں لکھتا ہے، نجد کی اس گڑگڑاہٹ نے دور دراز کے مقامات میں ایک ہلچل سی ڈال دی۔ شمالی ہند میں ایک وہابی جانباز سید احمد بریلوی.... الخ۔ نیز دیکھو حکومت حیدرآباد کی رپورٹ شائع شدہ دردکن کرائیکل سکندرآباد ۹ جولائی ۱۹۵۵ء اسمعیل اسی سید احمد وہابی کا مرید اور خلیفہ ہے۔ دیکھو تذکرہ علماء ہند غیر مقلد وہابیوں کی طرح تمام دیوبندی مودودی تبلیغی نیچری اسمعیل دہلوی اور سید احمد کو بزرگ مانتے ہیں۔ اسی لئے تمام دیوبندی مودودی تبلیغی نیچری غیر مقلدوں کی طرح وہابی ہیں ان میں اور غیر مقلدوں میں صرف یہی فرق ہے کہ غیر مقلد سنیت کے مدعی نہیں ہیں اور یہ تمام سنیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

سوال ۵:- اگر تجھے پوچھیں کہ اکثر اہل سنت و جماعت کے مذہب میں جمع بین التقیضین یا ارتقاع نقیضین حاصل ہوتا ہے کہ عین نقیض غیر اور غیر نقیض عین ہے؟

جواب:- کہہ کہ عین اور غیر نقیض نہیں ہیں اس لئے کہ عین وہ ہے کہ اس کا مفہوم دوسری شئی کے مفہوم سے متحد اور واحد ہوتا ہے اور غیر وہ ہے کہ اس کا مفہوم دوسری شئی کے مفہوم سے ایک

نہیں ہوتا کہ ایک کے تصور سے دوسرے کا عدم ممکن۔ ہم یہاں ایک تیسری قسم بھی رکھتے ہیں کہ وہ نہ عین ہوتی ہے اور نہ غیر۔ مثل ایک کے دس سے اور جز کے کل سے کہ (ایک) عین دس نہیں اور نہ اس کا غیر ہے دس کا مفہوم عین ایک کا مفہوم نہیں ہے اور نہ دس کا غیر ہے کہ اس کے بغیر دس دس ہی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی کل اور جز یہاں بحث طویل ہے اور یہ مختصر اس طولانی بحث کا تحمل نہیں کر سکتا مگر ایک نکتہ یہاں باقی ہے ایک دس میں سے دس کا جز ہے اور ظاہر ہے کہ جز کل سے بعض ہے۔ پس یہاں، جزئیت کی بناء پر کلیت نہیں کہہ سکتے کہ (عین او۔ اور غیر او) مانحن فیہ بحث شئی۔ میں ہے کہ وہ کلیت و جزئیت اور بعضیت سے نسبت نہیں رکھتی اور یہ سوال و جواب نہایت الاقدام فی علم الکلام میں مذکور ہے کہ اس کا فہم دشوار اور لاجواب کہے ہیں۔

سوال ۶:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفات آپس میں ایک دوسرے کی عین ہیں یا غیر۔ مثلاً علم عین قدرت ہے یا غیر قدرت؟

جواب:- کہہ کہ جس طرح ذات اور صفات لایعین ولا غیر ہیں۔ اسی طرح صفات بھی ایک دوسرے کی عین ہیں اور نہ غیر۔

سوال ۷:- اگر تجھے پوچھیں کہ خدائے تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت اوّل و آخر ہے اوّل اس شئی کا اسم ہے کہ جس کا آغاز ہوتا ہے اور آخر اس شئی کا اسم ہے کہ جس پر انتہا ہوتی ہے۔ آغاز اور نہایت کو اللہ تعالیٰ سے نسبت نہیں ہے؟

جواب:- کہہ کہ صفات باری تعالیٰ میں اوّل سابق از ہمہ موجودات کے معنی میں ہے کہ اس کا

آغاز نہیں ہے اور آخر اس روسے ہے کہ خدائے تعالیٰ تمام موجودات کے فنا کے بعد باقی رہے گا کہ اس کی نہایت نہیں ہے وارث کے بھی یہی معنی ہیں۔ سوال ۸:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفات باری تعالیٰ میں ایک صفت رحمت ہے۔ رحمت کے معنی لغت میں خمیدہ ہونے میل کرنے کے ہیں اور یہ صفات باری تعالیٰ میں روا نہیں ہے؟

جواب:- کہہ کہ رحمت سے مراد ملائم بندگان انہیں پہنچانے کے ہیں۔ اور وہ مہربانی کے معنی میں ہے اس لئے کہ بظاہر مشاہدہ میں آتا ہے کہ اگر والدین اپنی اولاد پر مہربانی کرنی اور ملائم طبع پہنچانا چاہتے ہیں تو ادھر جھکتے ہیں اور ان کا میل اولاد کی جانب ہوتا ہے اس سے مقصد ایصال ملائم ہے اور حق تعالیٰ میل اور خمیدہ ہونے سے منزہ ہے مگر آخری معنی کہ ایصال ملائم ہیں وہی معنی رحمت کے ہیں اور یہی عطف اور رؤف میں سمجھنا چاہیئے۔

سوال ۹:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفات باری تعالیٰ میں سے ایک صفت غضب ہے اور غضب مکروہ طبع کے وقت خون کا جوش کھانا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے نسبت نہیں رکھتا؟

جواب:- کہہ کہ یہاں مرادی معنی لازم ہیں اور وہ بندوں کو قہر کے وقت غیر ملائم پہنچاتا ہے حق تعالیٰ کے لئے غضب کے یہی معنی ہیں ایسا ہی انتقام باری میں سمجھنا چاہئے اسلئے کہ انتقام کینہ ہے اور کینہ باری تعالیٰ سے نسبت نہیں رکھتا۔ (ف) اپنے خلاف پر جوش میں آنا اور اس کے بدلے میں مغضوب علیہ کے درپے ہونا نفس کی صفت ہے جو دنائت اور حرام ہے اس کے برعکس حقانی اور الہی غضب سے متصب

ہونا چاہیئے کہ یہ غضب شرعاً محمود ہے (طریقہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جس سے مسلمان اسلام و سنت اور اخلاق الہی کی مخالفت پر جوش میں آتا ہے جس سے وہ منکر کے مٹانے اور اس کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسلام و سنت کے مخالفین اور ظالموں سے متنفر اور بیزار ہو جاتا ہے اسی کو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کہتے ہیں جو ہر مکلف پر بالاجماع واجب ہے۔ (محالس الابرار۔ الجام العوام۔ احياء العلوم۔ فتاویٰ عزیزی۔ حدیقہ ندیہ) اس کے خلاف کے حلال ٹھہرانے ہی سے صلح کلیت اور منکر اور اہل منکر سے راضی رہنے کی ارتدادی ناپاکی عام طور پر شائع ہوئی ہے یہ صلح کلی اور مباحی ارتداد اس قدر عام ہو گیا ہے کہ مرتدوں میں سے ہر ایک مباحی نیچری وہابی خواہ وہ شہری ہو یا دیہاتی یہ کفری اور الحادی بکواس جکتے رہتا ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے اس سے کفر کے وجود کا انکار ہوا۔ جب کفر موجود تو کافر بھی موجود جو ثابت ہے اور ان پر کفری احکام کا نفاذ بھی لازم جو بدیہات سے ہے۔ ہمارے امام العقائد امام ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں کافر کو کافر نہیں جانتا وہ بھی اسی کی طرح کافر ہے ایسا مدعی اسلام نہ کھلے کافروں میں داخل نہ مسلمانوں میں شامل بلکہ وہ مرتد منافق ہے۔ تمہید۔ ابو شکور سلمیٰ میں ہے اگر کسی نے یہ کہا کہ مومن حقیقت میں مومن نہیں ہے اور کافر حقیقت میں کافر نہیں ہے ان کے آخرت میں تغیر کے جواز کی وجہ سے یہ قول کفر ہے انتہی۔ نیچریوں، وہابیوں، مباحیوں نے یہ کفر فرقہ معطلہ سے لیا ہے اور معطلہ نے سوفسطائیہ

سے تمہید ابو شکور سالمی میں ہے۔ دسواں قول معطلہ کے بیان میں جن کے اوّل سوفسطائیہ میں جو حقائق اشیاء کا انکار کرتے ہیں اور یہ کفر ہے اس سے احکام شرعیہ اور نبوت و ربوبیت اور عبدیت کا تعطل ہوتا ہے۔

سوال ۱۰:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفاتِ باری تعالیٰ میں ایک صفت حیا ہے اور وہ نفس کا حجاب ہے جس سے عادتاً اور شریعتاً مروت پیدا ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔

جواب:- کہہ کہ حیا اللہ تعالیٰ کی صفات میں بندوں کے مسؤل کو رد نہ کرنے اور ان کو اپنی بارگاہ سے ناامید نہ پھیرنے کے معنی میں ہے اسلئے کہ یہ مشاہدہ میں آتا ہے اگر کوئی شخص کسی سے حیا رکھتا ہے تو اس کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا اور نہ اس کے مسؤل کو رد کرتا ہے یہی آخر معنی حیا کے ہیں۔ (جو خلق ناحق نہ دینے اور برائی سے روکنے پر براہیختہ کرے وحیا نہیں و مروت نہیں ہے، بلکہ عجز و حبن ہے) (حدیقہ ندیہ) (ف) مروت سے مراد انسان کوئی فعل ایسا نہ کرے جس سے اس کا مرتبہ اہل فضل علماء اور صالحین اور شرفائے اہل سنت کے پاس گھٹ جائے۔ نیز مروت سے مراد حفظ لسان۔ روش نیک، عقل کی سبکی سے بچنا ہے نیز مروت سے مراد ان آداب نفسانیہ سے ہے جو محاسن اخلاق پر باعث ہوں۔ نیز مروت سے مراد ہر اس کام سے بچنا ہے جو کمینے اور سبکی عقل والے کرتے ہیں اگرچہ فی نفسہ حرام نہ ہو (غایۃ الاوطار جلد سوم) بے مروت نکلے اور بازاری کہلاتا ہے جس قدر اسلامی تمدن یعنی معاشرت اور شرفائے اہل سنت اور صالحین سے دوری اور

محرومی ہوتی ہے۔ اسی قدر بے حیائی اور بے مروتی کا درجہ بھی ہوتا ہے اسی وجہ سے ادنیٰ ماحول والے شہری اور عموماً دیہاتی بے حیا اور بے مروت ہوتے ہیں۔ اسی درجہ کے لحاظ سے ان کا ظلم و جور اور فتنہ و فساد بھی ہوتا ہے۔ شوخ چشتی سوء ادبی، چاپلوسی، دشنام بازی (انسان کے حق ایسی گفتگو کرنا جو اس کے حق میں معیوب ہے گالی ہے) (غایۃ الاوطار ج ۳ ص ۳۰۰) دشنام بلفظ لغت بے شرمی کا لباس پہنا، بے حجابی، دیوثی کمینوں اور ظالموں سے اختلاط، کذب، نافرمانی، چوری، خیانت، مکرو فریب، سازش، بڑوں پر دلیری، زبان درازی، مسخرگی، بے غیرتی (بے غیرتی سے عبارت اپنی زوجہ اور محارم کے زنا اور مقدمات زنا پر راضی رہنا اور اپنی زوجہ کی زبان درازی اور بذیۃ اللسانی پر خاموشی اختیار کرنا ہے۔) (حدیقہ ندیہ۔ عینی شرع کنز۔ عقود الجبین وغیرہ) حرمت شرعیہ کی نیک حرمت پر جوش میں نہ آنا بھی بے غیرتی ہے۔ (حدیقہ) بازار وغیرہ میں برہنہ سر جانا، اہل سنت سے دور رہنا، منظر عام پر پیشاب کرنا کوسنا کاٹنا، چیخنا، بدہیئت رہنا، تذلل اختیار کرنا، (تذلل سے عبارت اپنے نفس کو اس طرف لیجانا جس سے شرعاً اس کو عیب [لگے اور اپنا جائز حق ضائع ہو تو وضع اقران اور انخوان سے محمود ہے نہ اخساسے (عوارف۔ ذخیرۃ الملوک) امور معاش اور معاد کے استغاث سے باز رہنا، کتاب و سنت اور اجماع کے خلاف ممنوع عرف پر معمل رہنا، معروف کے نہی اور منکر کا امر وغیرہ بے مروتی ہے (طریقہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیقہ ندیہ، آداب المریدین، شرح وقایہ عالمگیری، ہدیۃ الروائح، شرح تحفۃ النصائح، شامک اتقیاء، ذخیرہ الملوک، احیاء

العلوم شرح پید نامہ عطار قدس سرہ، فتاویٰ برہنہ ، آداب الصالحین، شرح عین العلم، القول المفید قلمی) اسلام و سنت پر ثبات اور ظالم نہ بننے اور حقوق العباد کی حفاظت کیلئے نفسانی صفات جو تقریباً ساٹھ ہیں ان سے اپنے قلب کو پاک کرنا اور صفات الہی سے متصف ہونا اور اس کا علم حاصل کرنا۔ جسے علم زہد اور تصوف کہتے ہیں۔ ہر مکلف پر واجب ہے (طریقہ محمدیہ) یہی ہم عوام اہل سنت کی، طریقت اور تصوف ہے جیسا کہ شاکل اقتیاء میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ مقام طریقت عوام و امر و نواہی پر استقامت اور احکام الہی پر استقامت ہے۔ ع۔

شرح و طریقت ست درایں ہر دومندرج

پس ایں مقام عامہ اہل سلوک راست

ترجمہ: شرح طریق دونوں اسی میں ہیں مندرج۔ پس یہ مقام عامہ اہل سلوک ہے۔ اہل سنت کے اس اصول کے خلاف اپنے لئے بیعت ارادت کا دعویٰ کرنا اور کفر و بددینی اور اخلاق ذمیمہ میں پھنسے ہوئے رہنا مباحیت ہے۔ دیوبندی فقہ کے پردے میں سنت مٹاتے ہیں تو مباحی طریقت کے پردے میں مولانا غلام جیلانی میرٹھی فرماتے ہیں۔ ع۔

دیو کے بندوں سے فتویٰ لیتے ہیں

دیکھ لو رندوں سے تقویٰ لیتے ہیں

اخلاق الہیہ اور علم اخلاق یعنی علم زہد کے بغیر انسان فقہ جاننے کے باوجود بھی رذالت کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ عین المعانی، فی شرح اسماء الربانی (طریقہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ القول المفید قلمی) اس لئے، رذالت سے دوری اور علم اخلاق کا وجوب اور شرفائے اہل سنت سے اختلاط اہم اور ضروری ہوا

دیکھو طریقہ محمدیہ مع حدیقہ تعلیم المتعلم۔ حیاتی اس تشریح سے یہ معلوم ہوا کہ وہ نفس کا انقباض ہے۔ ان چیزوں کے ارتکاب سے جو شرع اور حسن خلق میں قبیح ہیں۔ حاشیہ سندی بر نسائی میں ہے حیا وہ خلق ہے جو قباح کے اجتناب پر براہیختہ کرتا ہے اور ذی حق کے حق میں تقصیر کرنے سے روکتا ہے اس کے برعکس سے ظلم اور بے باکی پیدا ہوتی ہے جو رذالت اور دنائت ہے۔ وہابی اور نیچری بے باکی اور ظلم میں دوسرے مرتدوں کے مقابلے میں شدید تر ہوتے ہیں۔ ان کی بے باکی عام بندوں سے گزر کر علماء اہل سنت اور اولیاء ملت بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خالق عالم جل جلالہ کی توہین تک پہنچی ہوئی ہے اس کا ایک نمونہ دیکھئے۔ اقبال کا ایک شعر

چناں بزی کہ اگر مرگ تست مرگ دوام

خدا ز کردہ خود شرمسار تر گردد

ہے۔ ع۔

اس کی تشریح میں اختر امرتسری لکھتا ہے اس شعر میں انسانی زندگی کا جس طریقہ پر اعتراف کیا گیا ہے وہ اقبال ہی کا حصہ تھا۔ شرمسار تر گردد کے الفاظ میں جن سے دربار الہی میں اقبال کی جسارت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس شعر کی خوبی میں خاص لطافت پیدا کردی ہے (رسالہ راز و نیاز کراچی ماہ اپریل ۱۹۵۶ء کا اقبال نمبر) شریعت کے احکام اور اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شعار اسلام پر استہزاء کرنا اور معاصی کو خوار ٹھہرانا اور معاصی پر مباحات کرنا کفر ہے جو شارع علیہ السلام کی تکذیب ہے اسے کفر حکمی کہتے ہیں (شرح فقہ حضرت خواجہ

بندہ نواز قدس سرہ، شرح عقائد، عقائد سنیہ صلوٰۃ مسعودی طریقہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکمیل الایمان وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ کفر و ارتداد اور ظلم و جور کا سبب اور ذریعہ رذالت اور دنائت ہے یعنی نفسانی صفات ہیں جب کسی کمینے یا کسی نیچری یا کسی وہابی و مباحی کو کفر و ارتداد اور دنائت سے روکا جاتا ہے تو وہ اس سے توبہ کرنے کے بجائے اسلامی اور سنی عقائد کے انکار میں اور شدت کر جاتا ہے اسے کفر عنادی کہتے ہیں۔ غایۃ الاوطار جلد دوم میں ہے علماء محققین کا اس پر اجماع ہے کہ ترک عناد ایمان کی شرط ہے۔ ترک عناد سے مراد یہ ہے کہ جب اس سے ایمان کا مطالبہ کیا جائے تو اس کا اقرار کرے اگر مطالبہ کے بعد اقرار نہ کرے تو یہ عدم اقرار کفر عنادی ہے۔ دربار حق و ہدایت صفحہ ۱۰۱ء میں ہے کہ کفر عنادی یہ کہ زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق رکھنا مگر طاعت اور عمل بالارکان سے منکرانہ انحراف کرنا۔ خلاصہ کلام یہ کہ کمینے اور رذیل بالعموم ان دونوں کفروں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ وہابیت اور نیچریت اور مباحیت سے ان کفروں میں اور زیادہ شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ بے باکی پیدا ہونے کے اسباب ظرافت اور بلاغت کے اظہار کا قصد کرنا، کسی امر غریب سے اہل مجلس اور حاضرین کو ہنسانے کی کوشش کرنی۔ ہنرل اور مزاح کا عادی ہونا نفسانی غضب عقل کی سبکی اور گفتگو و حکایات میں بیہودہ حرص زبان اور اعضاء کی۔ غیر شرعی حرکات سے عدم حفاظت اور امور دین میں بے باک ہونا ہے (طریقہ محمدیہ) یہ چیزیں رذیلیوں، کمینوں میں بالطبع ہوتی ہیں۔ نیچریت اور وہابیت کریلے پر نیم

چڑھاتی ہے جو ہر سنی پر ظاہر ہے۔ اسلام اور سنیت کی عام نعمت کے ملنے اور اس کے باقی رہنے اور ظالم نہ بننے کے لئے اپنے نفس کو مسولہ بنانا اور ہوائِ نفس کی مخالفت کرتے رہنا اور اسی کے ساتھ شریعت کے ان احکام پر معمل رہنا جو طریقہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں مندرج ہیں ہر مکلف پر واجب ہے یہ عوام اہل سنت عالم اور غیر عالم کی طریقت ہے اور خواص یعنی زہاد کی طریقت لوازمہ کو مطمئنہ بنانا ہے جس کے لئے وہ مامور ہیں وہ احکام یہ ہیں تمام رذائل سے دل کو خالی کرنا اور فضائل سے مزین کرنا تجھ پر لازم ہے کہ تصوف ان ہی دو چیزوں سے عبارت ہے کہ وہ ہر خلق دنی سے نکلنا اور ہر خلق سنی میں داخل ہونا ہے اپنی زبان اور اعضاء کی حفاظت کرے اور ان اسباب سے بچے جو سخافت عقل اور قلت مروت کی طرف لے جاتی ہیں مثل بازاروں میں بیٹھنے فساق کے ساتھ اختلاط کرنے اور ان کے اقوال و اعمال اور اخلاق میں ان کی اتباع کرنے اور بطالین کی مجالست سے باز رہے جو امور جائز معاش اور معاد کے اشتغال سے محروم ہیں جو اپنے سرپرستوں اور استاد کی خدمت اور ان کی اطاعت سے انحراف کرتے ہیں اور دین میں قوی و ذی صلابت کی صحبت رہے جو دین و مذہب کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور شرفائے اہل سنت اور اہل علم و صلاح علمائے اہلسنت کی صحبت اختیار کرے اور مدائمنوں کی صحبت سے پرہیز کرے۔ جنہیں نصرت حق اور انتہاک محرمات کی پرواہ نہیں کیونکہ دوست دوست کی پیروی کرتا ہے اور پڑوس پڑوس میں

اشتراکِ اخلاق کو واجب کرتا ہے اور اشرار کی صحبت سے پرہیز کرے جو اخلاقِ حمیدہ سے دور ہیں کیونکہ ان کی صحبت خلقِ محمود کو زائل کرتی ہے اور اس کی ضد رذالت و دنائت یعنی نفس کی صفات کو ظاہر کرتی ہے اور اپنے نفس کو مرتاض بنائے۔ علمی کاموں مثل علوم کی قرأت اس میں تدریس اور اس کے اسباب کسے مطالعہ اور مسائل کی تصنیف اور وظائفِ عملیہ مثل نوافل اور صدقات اور فوت شدہ۔ علمائے اہل سنت اور صالحین امت کی زیارت اور ان کی خدمت کے اشتغال سے اور اسلام و سنیت کی بزرگی کو یاد کرے کہ بندہ بد خلقی سے دوزخ کے اسفل درجہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کثیر عبادت والا ہو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے کو یہ سزاوار ہے۔ کہ وہ عوام یعنی فاسق مجاہرین، بد مذہبوں مرتدوں سے مد بھیڑ کے وقت اپنے دل میں تنگی اور وحشت پیدا کرے ان کے امتثال از اوامر اور اجتناب از نواہی سے روکنے کی وجہ سے اور ان سے معاشی امور میں بقدر ضرورت اضطراب ہی ملے (شرفاء اہلسنت میں اور خاص کر علما و مشائخ اہلسنت میں پیدائشی اور کسی صورت میں یہی خلقِ حسنہ ہوتا ہے جس وجہ سے وہ متن میں بتائے ہوئے اعمالِ حسنہ پر عامل ہوتے ہیں ان کے ان اعمالِ حسنہ اور صاحبانِ نفس سے ان کی وحشت کو دیکھ کر رذیل اور کمینے اور بد مذہب انہیں متکبر ٹھہراتے ہیں اور انہیں ذلیل و خوار کرنا چاہتے ہیں (تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ ص ۱۹۲۔ صوفی) اور کفر کے نقصانات نکاح کے فسخ ہونے اور اعمالِ ظاہر جملہ طاعات اور عباداتِ خلافت اور پیری مریدی کے باطل ہونے۔ ذبیحہ کے مردار ہونے، میراث اور جائداد سے محروم ہونے اور اس

حالت میں اولاد کے حرام ہونے اور نسب اور ولدیت کے منقطع ہو جانے اور مرنے کے بعد اسلامی سنی قبرستان میں دفن نہ کئے جانے اور فاتحہ اور ایصالِ ثواب سے محروم اور اس کے حرام ہونے اور عذابِ مخلد میں داخل ہونے سے خوف زدہ رہے۔ انتہیٰ طعناً کفر سے خوفزدہ رہنے کی صفت اسی وقت تک باقی رہتی ہے جب تک اس میں صلحِ کلیت کا الحاد پیدا نہ ہو۔ صلحِ کلیت کے الحاد سے اپنی خوشی اور رضا سے کفر کے سننے اور بکنے کی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر قسم کے کافروں، مرتدوں، بد مذہبوں، ظالموں، کمینوں سے راضی رہنے اور ان سے مودت کے جائز ٹھہرانے اور منافق مرتدوں مدعیانِ اسلام کو مسلمان اور اہل قبلہ کہنے اور ان کے ساتھ اسلامی معاملات کے کرتے رہنے کا پختہ عقیدہ ہو جاتا ہے ایسا صلحِ کلی مرتد اور زندیق کفر سے خوف نہیں کھاتا بلکہ کفریات کے پھٹکے اڑاتے رہتا ہے بلکہ کفر کے بتانے والے عامۃ اہل سنت اور علماء اہل سنت کی دشمنی اور انکار میں شدت کر جاتا ہے۔ مولانا جامی قدس سرہ سلسلۃ الذہب میں صلحِ کلیوں کی صفت کو ان الفاظ

ترک آزار کردن اے

خواجہ دفتر کفر راست دیباچہ

میں بیان کرتے ہیں۔ ع۔

رذیلوں اور کمینوں کی کثرت اور ان کی طرف سے مظالم اور اپنے ہم جنسوں کی کمی کے باوجود مترجم کے والد ماجد اور مرشد گرامی کی یہی سیرت کریمہ تھی اور مترجم بھی رذیلوں اور کمینوں پھر مباحیوں نیچروں وہابیوں صلحِ کلیوں کی کثرت اور ان کے

طرف سے شدید اور مسلسل مظالم کے باوجود اسی آبائی خاندانی موروثی دینی ایمانی سیرت پر تعلق کے ساتھ قائم ہے اور اپنی اولاد کو اسی کی وصیت کرتا ہے خصوصاً سید محمد حسینی میاں کو کہ وہ جانشین ہے آباء و اجداد اور اپنے مرشدوں کے وصایا اور عہود پر ان کی حیات اور ممات میں عمل کرتے رہنا واجب شرعی ہے۔

دیکھو حدیثہ ندیہ ، زواجر القول المفید صاحبان نفس سے علیحدہ اور بیزار رہنا ایمانی اور پیری مریدی کی شرائط میں سے ہے۔ قطب الاقطاب غوث الاحباب ثانی شاہ ادہم حضرت سید شاہ چندا حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۸۵۷ھ سالکین راہ طریقت کو ارشاد فرماتے ہیں۔ طمع از خلق منقطع کنید و میل بدینا و اہل دنیا نہ کنید و مقصود کلی طلب خدا و عشق و عرفان حق سبحانہ تعالیٰ دارید و معانی توحید فانی دانستن غیر حق سبحانہ تعالیٰ است توحید راسہ منزل است اوّل عشق دوم فنا و وجود غیر سوم بقائے وجود حق سبحانہ تعالیٰ۔

سوال ۱۱:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفات باری تعالیٰ میں سے ایک صفت مکر ہے اور مکر بندوں کے لئے قبیح صفت ہے تو پھر ایسی قبیح صفت باری تعالیٰ کے لئے کیسے روا ہوگی کہ وہ تمام قبائح سے منزہ ہے۔ جواب:- کہہ کہ مکر اللہ تعالیٰ کی صفات میں

مکر کی جزاء دینے کے معنی میں ہے یعنی یہ کہ مکر کرنیوالوں کو قیامت میں اس کی جزاء دے گا کہ ان لوگوں کو اوّل تو بہتر نظر آتا ہے جس سے وہ خوش ہو جاتے ہیں اور آخرت میں عذاب اور نفرت کے ساتھ پیش آتا ہے اس کی جزاء میں کہ وہ دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ مکر کئے اور ظاہر میں موافق

دوست بنے رہے اور باطن میں عداوت رکھی اور اس سے انہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ جزاء مکر کو مکر کہتے ہیں جیسا کہ سیئہ کی جزاء کو سیئہ کہتے ہیں جزائے سیئہ عدل ہے اور عدل سیئہ نہیں ہوتا۔ جس کو صفت مشاکلہ کہتے ہیں اور یہی معنی خداع باری لین سمجھنا چاہئے۔ وہابی دیوبندی خدائے تعالیٰ کو مکار کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اشرف علی تھانوی قرآن کے ترجمہ میں لکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد کرنے والا ہے مکر۔ (معاذ اللہ)

سوال ۱۲:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفت باری تعالیٰ میں ایک صفت حیات ہے اور یہ وہ صفت ہے جو نشوونما اور حس و حرکت کو باختیار تقاضا کرتی ہے اور یہ صفت باری میں روا نہیں ہے؟

جواب:- کہہ کہ حیات اللہ تعالیٰ کی صفات میں اس معنی میں نہیں ہے بلکہ حیات اللہ تعالیٰ کی ایک ثبوتی صفت ہے جو علم و قدرت کی موجب ہے اگر کہیں الحی بمعنی ہو عین الحیات۔

سوال ۱۳:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفات باری تعالیٰ میں ایک صفت سمع ہے اور وہ ہوا کے ذریعہ سے کان کی رہبری سے اتصال حروف اور اصوات سے عبارت ہے کہ کان اپنی راہ دماغ تک رکھتے ہیں اور دماغ دل تک؟

جواب:- کہہ کہ تو ہم اور نخیل اور ہوا کے اتصال کے بغیر مسموعات کا ادراک کرنا اللہ تعالیٰ کا سمع ہے۔

سوال ۱۴:- اگر تجھے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت بصر ہے اور وہ آنکھ سے مبصر کا مقابلہ ہے جس کی راہ دماغ تک ہے اور اس کی دل تک؟

جواب:- کہہ کہ بصر باری تعالیٰ جامعہ بصر کے بغیر مبصرات کے تمام وکمال ادراک کرنے سے مراد ہے۔

سوال ۱۵:- اگر تجھے پوچھیں کہ علم سمع و بصر کا غیر ہے یا عین؟

جواب:- کہہ کہ غیر ہے اس لئے کہ ہم جو دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں اس میں تفرقہ پاتے ہیں اور بعض علماء علم بہ مسموعات کو سمع اور علم بمبصرات کو بصر کہتے ہیں۔

سوال ۱۶:- اگر تجھے پوچھیں کہ جب سمع اور بصر اللہ تعالیٰ کی صفات میں تو وہ قدیم اور ازلی ہوں گے ازل میں مبصرات اور مسموعات نہیں تھے اگر تو کہے کہ تھیں تو وہ قدیم اور ازلی ہوں گے مگر نہ بصر آئے گی مبصرات کے بغیر اور سمع بغیر مسموعات کے اور ایسا ہی علم و قدرت ازلی صفات ہیں۔ اور معلوم اور مقدور ازل میں نہیں تھے اس سے قدرت بے مقدور کے اور علم بے معلوم کے ہوا اور وہ محال ہے وگر نہ معلومات اور مقدمات اور مسموعات اور مبصرات کا قدم لازم آئے گا۔

جواب:- کہہ کہ اللہ کی یہ ذاتی صفات بالقوة ازل سے ثابت اور محقق ہیں لیکن جب اپنی حکمت و ارادت اور اختیار سے مسموعات اور معلومات اور مقدمات کو پیدا کیا تو علم کا تعلق ان معلومات سے اور قدرت کا تعلق ان مقدمات سے اور سمع کا تعلق مسموعات سے اور بصر کا تعلق مبصرات سے بالفعل ہوا۔

سوال ۱۷:- اگر تجھے پوچھیں کہ اس سے تو حوادث کا تعلق قدیم سے ہوا جس سے اس قدیم میں

تغیر آئے گا کہ قوت سے فعل میں آتا ہے اور حوادث کا تعلق فعل سے اسی سے ہوا جو نہ تھے؟

جواب:- کہہ کہ یہ اضافی صفات ہیں اگر اضافی صفات میں تغیر آئے تو اس سے باری تعالیٰ کی ذات میں تغیر نہیں آتا اور وہ تغیری نسبت اشیاء حادثہ سے تھی نہ کہ صفات قدیم سے یہ ایک اصل اور کلیہ ہے جو تمام فعلی اور اضافی صفتوں کی طرف راجع ہے۔ جاننا چاہئے کہ اس مخلص کبیر اور اصل شریف کا ذکر شرح عقیدہ حافظیہ میں صاحب عقیدہ نے کیا ہے یہی سوال و جواب خلق و ارادت اور مشیت میں سمجھنا چاہئے اور یہ دلیل ہے کہ سمع و بصر اور علم و قدرت صفات اضافی ہیں جو اکثر فقہاء کے خلاف ہے۔ اور اکثر متکلمین ان کو آئمہ صفات سببہ سے کہتے اور ان کو صفات حقیقی جانتے ہیں اور باقی صفات کو ان سات کی طرف راجع ہونا فرماتے ہیں ان فقہاء اور محدثین پر حدوث کے تعلق کا سوال وارد ہے انہوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علم و قدرت سمع و بصر صفات ثبوتی اور حقیقی ہیں ازل سے وہ اشیاء کو جس طرح کہ وہ ہیں جانتا ہے اور جملہ مقدمات پر قادر اور جمیع مسموعات کا سامع اور جملہ مبصرات کا مبصر ہے اور ان صفات میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں ہے۔ اگر تغیر اور تبدیلی بحسب معلومات اور مقدمات کے ہو تو ان اشیاء حادثہ کی وجہ سے انہیں کی طرف راجع ہے نہ کہ ان صفتوں کی طرف۔

سوال ۱۸:- اگر تجھے پوچھیں کہ صفات باری تعالیٰ میں ایک صفت ارادت ہے اور ارادت خواہش کی طرف میلان نفس کو کہتے ہیں اور وہ باری تعالیٰ پر محال ہے؟

جواب:- کہہ کہ صفات باری تعالیٰ میں ارادت سے مراد وقت معین اور صفت معین پر مفعولات کی تخصیص سے ہے اور مشنیت اور ارادت ہر دو ایک ہی معنی پر ہیں اور تمام مرادات ایک ہی ارادت سے ہیں۔

سوال ۱۹:- اگر تجھے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک صفت علم بہ جزئیات اور کلیات ہے اور علم متغیر ہے۔ بحسب معلومات و اگر نہ جہل لازم آئے گا۔ اس لئے کہ مثلاً اگر زید کسی مقام میں ہو اور جب اس مقام سے اٹھ جائے تو اسے اس جلوس کا علم باقی ہے یا نہیں۔ اگر باقی ہے تو خود جہل ہے و اگر نہ تغیر لازم آئے گا۔ اسی جہت سے فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم کلیات پر ہے جزئیات پر نہیں؟

جواب:- کہہ کہ تغیر اضافیات سے ہے اور اس پر تغیر بحسب معلومات ہے اور وہ اس نفس علم کے تغیر کا متقاضی نہیں ہے جو ذات باری تعالیٰ کا ہے اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ تغیر اضافی صفات میں روا ہے اور وہ معلومات کی طرف راجع ہے۔ نہ کہ علم و ذات قدیم کی طرف اور مطلوب یہی ہے یہ جواب علماء متاخرین کا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صاحب صحائف اور امام حافظ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اختیار کردہ اعتماد شرع عقیدے میں یہی ہے۔

سوال ۲۰:- اگر تجھے پوچھیں کہ ہم جو اللہ تعالیٰ کی صفات جانتے ہیں کیا تفصیلاً اور بھی صفات ہیں کہ ہم تو صرف اجمالاً یہی جانتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ صفات کمال سے موصوف ہے؟

جواب:- کہہ کہ اور صفات بھی ہیں جن کو ہم نہیں جانتے بخلاف معتزلہ کے وہ کہتے ہیں کہ ان صفات کے سوائے دوسرے صفات نہیں ہیں و اگر نہ ایمان میں نقص آئے گا۔ اس صفت پر ایمان لانا جو معلوم نہیں ہے جہالت ہے جب یہ بات قرار پائی ہے کہ خدائے تعالیٰ صفات کمال سے موصوف ہے اور ایمان اسی پر مقرر ہوا اور ان میں سے ہر ایک کی تفصیل صحت ایمان کے لئے محتاج الیہ نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وما اوتی تم من العلم الا قلی لا اور حدیث میں آیا ہے لاحصی ثناء علیک انت کما اثنت علی انفسک نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفاعت کے لئے حاضر ہوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے وہ اسماء تعلیم فرمائے گا جن کو میں اس وقت نہیں جانتا۔ ان اسماء مبارکہ سے اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا۔ پس میری شفاعت قبول کر لی جائیگی۔ یہ تمام حوالے معتزلہ کے مذہب کے بطلان کی دلیل ہیں۔ (باقی آئندہ)

”سنی آواز کے قلم کار حضرات متواجہ ہوں۔“

- مضامین ’مسلمک اعلیٰ حضرت‘ کے مطابق ہو۔
- زبان علمی اور سنجیدہ استعمال کریں۔
- بازاری و غیر سنجیدہ لہجہ قابل و قبول نہیں ہوگا۔
- اپنی تحریروں میں تصانیف امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ضرور استدلال کریں تاکہ مسلمک اعلیٰ حضرت کو فروغ ملے۔

(ادارہ)

اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والال والاصحاب

تصنیف لطیف: حامی سنت ماحی بدعت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ

عصر حاضر کے جلیل القدر امام، امام اہلسنت، مجدد اعظم دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تابناک شخصیت نے گمراہی اور ارتداد کی تاریکیوں کو چیر کر دین و سنیت کا اجالا پھیلایا۔ چرخ علم و فضیلت اور آسمان مجددیت کے اس تیر تاباں نے ٹمٹمائی ہوئی سنیت کو تب و تاب اور عالم جاغنی میں سسکتے ہوئے دین کو حیات نو اور توانائی عطا کی ہے۔

اعلیٰ حضرت محض ایک فرد واحد کا نام نہیں، بلکہ ایک جماعت، ایک مکتبہ فکر، ایک مسلک اور ایک ہمہ گیر تحریک کا نام ہے۔ تقدیس رسالت کی تحریک کا نام، عامۃ المسلمین کے زندہ ضمیر کا نام، اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دھڑکتے ہوئے پرسوز دل کا نام ہے۔

اعلیٰ حضرت الحب للہ و ابغض للہ کی زندہ تصویر تھے ان کی ہستی اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماننے والوں اور ان کے دوستوں کے لئے شاخ گل کی مانند نرم و نازک اور پلکدار تھی، تو دشمنان خدا، شاتمان رسول اور گستاخان اولیا کے لئے تلوار کی طرح کاٹ دار بھی۔ اعلیٰ حضرت کی ہستی گردن عجبیت و کفر و ارتداد پر ایک تیغ بُراں کی مانند تھی اور اس شمشیر براں کو کوئی بھی مصلحت کبھی کند نہ کر سکی۔

اعلیٰ حضرت کا مسلک وہی ہے جو صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کا مسلک تھا جو ائمہ کرام کا مسلک تھا یعنی مسلک سنیت۔ وہ عاشق رسول تھے۔ ایک عاشق صادق کہ جنہوں نے ہمیں صحابہ کرام کے اس عقیدہ و ایمان سے روشناس کرایا جو یہ ہے کہ نبی کی عظمت و محبت کے بغیر ہم خدا کی بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے اور عشق و عظمت رسول ہی اصل ایمان ہے۔

اعلیٰ حضرت کیا تھے یہ بتانا محال ہے۔ وہ کیا نہیں تھے۔ عالم حق، فقیہ اعظم، مفسر و مترجم، محدث و حافظ و قاری، نقاد و مبصر، واعظ و مقرر، ماہر تکسیر و جفر، خطیب و مناظر، مدبر و مفکر منطقی و فلسفی، ماہر فلکیات و ارضیات، ماہر ہیئت و علم طبیعیات حکیم و کیمیادان، سائنسٹ و ریاضی داں، راہبر و رہنما، عالم اسلام کے پیشوا، مجدد اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے حبیب کی مرضی پر جینے اور مرنے والے مرد مومن نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق صادق تھے۔

علامہ دہر، وحید عصر، خلاصہ لیل ونہار، نادر روزگار سید اعلیٰ حضرت نے ۵۰ سے زائد جدید و قدیم علوم و فنون پر تقریباً ۱۲۰۰ سو سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرمائیں۔ عشق و ایمان سے بھرپور ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ دیا۔ کم و بیش بارہ ہزار صفحات پر مشتمل فقہی مسائل کا انمول خزانہ ”العتطان النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ“ عطا کیا۔ اور عطا کیا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا نعتیہ کلام کا دیوان ”حدائق بخشش“ کہ جس کے مقبول عام سلام۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کی وجد آفریں آواز کانوں میں پڑتے ہی وجود کا ذرہ ذرہ سحابِ سرمدی کی سرمستیوں می ڈوب جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فوزِ مبین درردِ حرکتِ زمین لکھ کر نیوٹن و کپلر اور گیلیلیو کے باطل نظریات کا رد فرمایا۔ غرضیکہ ہر قدیم و جدید علم و فن پر محققانہ انداز میں قلم اٹھایا۔

اپنے دور کا کون عالم یا اسکالر۔ مدبر یا مفکر یا علم و فن کے کمال والا ایسا ہے جس نے ان کی بارگاہ میں عقیدت کی جبین خم نہیں کی۔ اقبال و نیاز۔ محسن و ضیا ہر ایک نے ان کی بارگاہ میں عقیدت کا خراج پیش کیا اور اپنے وقت کے عظیم ریاضی داں علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر ضیاء الدین نے ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ یہاں تک کہ علمائے حرین طبیبین نے بھی انکی وجاہت علمی کے آگے گردنیں جھکائیں اور سب نے متفقہ طور پر انھیں اہلسنت کا امام اور مجدد تسلیم کیا۔

اپنے تو اپنے غیر بھی ان کی حق گوئی و بیباکی اور ان کے علم و فضل کے معترف ہیں۔ اگر ہم علم و فضل کے اس تاجدار کی علمی و تحقیقی خدمات کو انکی ۶۵ سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو وہ ہمیں ہر ڈیڑھ گھنٹے میں ایک کتاب دیتے نظر آتے ہیں۔ اپنے دور کے اس امام ابو حنفیہ نے ایک تحقیقی ادارہ ایک عظیم لائبریری کا کام اکیلے انجام دیا ہے۔

دنیا کے کسی بھی اسکالر یا عالم یا دانشور اور محقق پر نظر ڈالیئے تو وہ صرف ایک یا چند علم و فن یا کسی خاص موضوع یا فن میں ماہر اور طاق نظر آتا ہے۔ وہ خیام ہوں یا بوعلی سینا، ارسطو ہوں یا سقراط نیوٹن ہوں یا آئن اسٹائن لیکن اعلیٰ حضرت کی ذات ایک ایسی نادر روزگار ذات ہے جس میں علم و فن کی کائنات گم ہے۔ شعر و ادب سے لیکر فلسفہ و ریاضی اور فقیہہ و تفسیر ہر سب جیکٹ (مضمون) کے وہ اپنی جگہ ایک مسلم الثبوت استاد اور ایک منفرد عالم و محقق ہیں۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھائے ہیں

لیکن آہ! آج اعلیٰ حضرت کے وصال کو ایک صدی ہونے آئی لیکن انکی محبت کا دعویٰ کرنے والے اب تک اپنا حق ادا نہ کر سکے۔ مجددِ اعظم کے دینی و علمی کارناموں سے زمانے کو متعارف نہ کر سکے۔ ۶۵ علوم

وفنون کے اس ماہر علامہ دہر وحید عصر کی بارگاہ میں ہم ۶۵ کتابیں بھی پیش نہ کر سکے اور افسوس صد افسوس ہم یہ بھی نہ کر سکے کہ اس مرکز دائرہ علم و فن کی تصانیف ہی کو زیور طبع سے آراستہ کر منظر عام پر لے آئیں آج زمانہ ہم سے سوال کرتا ہے کہاں ہیں اعلیٰ حضرت کی بارہ سو سے زائد تصانیف؟ ہم ان کو کیا جواب دیں۔ اعلیٰ حضرت کے علمی خزانے کو غضب کرنے والے، ان کے کارناموں کو زمانہ کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے والے ان مجرموں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ سیاست و ادب اور دیگر علم و فن کی تاریخ میں ان کا ذکر بھی نہیں اور اگر کہیں ذکر آتا بھی ہے تو بس یونہی جیسے سرراہ کسی کا تذکرہ کر دیا جائے۔ آج ہمارے اسٹیج پر اعلیٰ حضرت کے گیت گائے جاتے ہیں مگر یہ دعویٰ کرنا مشکل ہو گا کہ اعلیٰ حضرت تمام درسگاہوں، اداروں، کالجوں، یونیورسٹیوں، لائبریریوں اور دانش گاہوں میں موجود ہیں۔ افسوس تو اس بات پر ہے کہ ہمارے مدارس جو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے چل رہے ہیں مگر انہیں میں اعلیٰ حضرت کی کتابیں پڑھائی نہیں جاتی۔

ایک طرف ہماری بے حسی کا یہ عالم ہے کہ ہم نے خود دنیائے سنیت کے سورج کو چمکنے سے روک رکھا ہے دوسری طرف دشمنانِ دین و سنیت اس ہستیِ عظیم کو رسوا و بدنام کرنے کی ہر مذموم اور ناپاک سازش میں مصروف ہیں۔

ایک طرف کائناتِ قلب و جگر اور عالمِ فکر و نظر اور دنیائے ایمان و عقیدہ کو تب و تاب اور توانائی بخشنے والا یہ نیّر تاباں ہے کہ اپنی تابناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا چاہ رہا ہے دوسری طرف ظلمت کے پجاریوں کے دوش بدوش کھڑے ہم بھی ان کی الزام تراشیوں اور غلط فہمیوں کی خاک کے ساتھ اپنی بے حسی کی دھول ڈالکر اسے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج کا دور متحرک اور فعال لوگوں کا دور ہے۔ پبلٹی کا دور ہے لیکن ہم ہیں کہ تبلیغ و اشاعت اور نشری کاموں سے دور خواب غفلت میں پڑے ہیں۔

اعلیٰ حضرت صرف اسی دور کی نہیں ہر دور کی ضرورت ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کو دانشوروں میں پیش کریں۔ باطل پرستوں کی غلط فہمیوں اور الزام تراشیوں کے پردے کو چاک کر اعلیٰ حضرت کی حق پسندی کی طرف لوگوں کو متوجہ کرائیں ایک دعویٰ کے ساتھ کہ آؤ اور دیکھوں، سمجھو اور پرکھو اعلیٰ حضرت کو ان کے فلسفہ کو، ان کے نظریات و خیالات کو ان کے مسلک کو اور ان کے علم و فضل کو۔ تنگ نظری اور تعصب کا چشمہ اتار کر تب دیکھو حقیقت کیا ہے۔ (ادارہ)

عقیدہ اولیٰ:۔ حضرت حق سبّٰنہ و تبارک

و تعالیٰ شانہ واحد ہے نہ عدد سے خالق ہے نہ علت سے
فَنّٰل ہے نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے
ملک بے وزیر والی بے مشیر حیات و کلام و سمع و بصر
وارادہ و قدرت و علم و غیرہا تمام صفات کمال سے

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين۔ والصلاة والسلام
على سيد المرسلين۔ محمد و آله الطيبين الطاهرين۔
واصحابه المكرمين المعظمين۔ و اولياء امتہ و علماء
ملتہ و علينا معهم اجمعين۔

ازلا وابد اوصوف اور تمام شیون وشین وعیب سے اولاد آخر ابری۔ ذات پاک اسکی ند و ضد و شبہ و مثل و کیف و کم و شکل و جسم و جہت و کان و امد و زمان سے منزہ نہ والد ہے نہ مولود نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی اور جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت و ذوات سے مبرا اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا اوروں کے علم و قدرت کو اس کے علم و قدرت سے فقط ع ل م ق د ر میں مشابہت ہے اس سے آگے اسکی تعالیٰ و تکبر کا سراپردہ کسی کو اپنے میں بار نہیں دیتا تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہمتیاں اس کے آگے نیست، کلشی ہالک الا وجہہ و وجود واحد موجود واحد باقی سب اعتبارات ہیں ذرات اکون کو اس کے ذات سے ایک نسبت مجہولہ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من و تو کو موجود و کائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آریاں کر رہا ہے۔ اگر اس نسبت و پرتو سے قطع نظر کی جائے تو عالم ایک خواب پریشاں کا نام لے۔ ہو کا میدان عدم بخت کی سنسان۔ موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند سے مل کر مرکب ہو نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت اوج وحدت سے حفیض اثنینیت میں آئے، ہو و لا موجود الا ہو آئیہ کریمہ، سبخنہ و تعالیٰ عما یشر کون۔ جس طرح شرک فی الالوہیہ کو رد کرتی ہے یوہی اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے۔

غیر تش غیر در جہاں نہ گذشت

لا جرم عین جملہ معنی شد

عقیدہ ثانیہ ۲:- بایں ہمہ اس نے اپنے

حکمت کاملہ کے مطابق عالم کو جس طرح وہ جانتا ہے

ایجاد فرمایا اور مکلفین کو اپنے فضل و عدل سے دو فریق کر دیا فریق فی الجنة و فریق فی السعیر اور جس طرح پرتو وجود سے سب نے بہرہ پایا۔ اسی طرح فریق جنت کو اس کے صفات کمالیہ سے نصیبہ خاص ملا دبستان علمک مالک تکن تعلم میں تعلیم فرمایا و کان فضل اللہ علیک عظیمانے اور رنگ آمیزیاں کیں اور یہ سب تصدیق ایک ذات جامع البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا۔ مرکز دائرہ و دائرہ مرکز کاف و نون بنایا اپنی خلافت کاملہ کا خلعت رفیع المنزلت اس کے قامت موزوں پر سجا کہ تمباہہ افراد کائنات اس کے ظل ظلیل و ذیل جلیل میں آرام کرتے ہیں اعظم مقررین کو جب تک اس مامن جہان سے توسل نہ کریں بادشاہ تک پہنچنا ممکن نہیں۔ کنجیاں خزان علم و قدرت، تدبیر و تصرف کی اس کے ساتھ میں رکھیں۔ عظمت والوں کو مہ پارے (اور اس کو) اس نے آفتاب عالمتاب کیا کہ اس سے اقتباس انوار کریں اور اس کے حضور آنا زبان پر نہ لائیں اس کے سراپردہ عزت و اجلال کو وہ رفعت و وسعت بخشی کہ عرش عظیم جیسے ہزار ان ہزار اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے جیسے بیدائے باپیدا کنار میں ایک شلنگ ذرہ کم مقدار علم وہ وسیع و عزیز عطا فرمایا کہ علوم اولین و آخرین اس کے --- بحر علوم کی نہریں یا جوشش فیوض کے چھینٹے قرار پائے ازل سے ابد تک تمام غیب و شہادت پر اطلاع تام حاصل الا ماشاء اللہ بصر وہ محیط کہ شش جہت اس کے حضور جہت مقابل دنیا اس کے سامنے اٹھائی کہ تمام کائنات تابروز قیامت آن واحد ہیں پیش نظر۔ سمع والا کے نزدیک پاچھو برس کی راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز

’اور فرماتا ہے، فاتبع ملة ابراهيم حنيفاً“ تو پیروی کر شریعت ابراہیم کی جو سب ادیان باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دین حق کی طرف جھک آیا ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر قطعی اور کسی کی نسبت صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی خادمی و غاشیہ برادری سے بڑھا کر دعویٰ ہمسری محض بیدینی۔ جس نگاہ اجلال و توقیر سے انھیں دیکھنا فرض حاشا کہ اس کے سو حصّہ سے ایک حصہ دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار کے غلام ہیں اسی کو حکم ہوتا ہے ان کے راہ پر چل اور ان کی اقتدا سے نہ نکل۔

عقیدہ رابعہ ۴:- ان کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل ساداتنا و مولینا جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل و وجہ عرش جلیل صلوات اللہ و سلام علیہم اجمعین ان کے علو شان و رفعت مکان کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا اور انکی جناب میں گستاخی کا بھی بعینہ وہی حکم جبرائیل علی الصلوٰۃ والسلام من وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ ہیں، قال تعالیٰ علمہ شدید القوی پھر کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ الاستاذ ٹھہرائے۔ یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتے ہے بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں۔ اکابر صحابہ و اعظم اولیا کو اگر ان کی خدمت ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں پھر یہ کس کے خدمت گار یا غاشیہ برادر ہوں گے۔

عقیدہ خامسہ ۴:- ان کے بعد اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین ہیں اور انھیں میں حضرت بتول جگر پارہ رسول خاتون جہاں بانویں جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ اور اس دو جہاں کی آقا زادی کے دونوں شاہزادے عرش کی آنکھ کے دونوں تارے چرخ سیادت کے مہ پارے باغ تطہیر کے پیارے پھول دونوں قرۃ العین رسول امین کریمین سیدین شہیدین تقیین نقیین نبیین طاہرین ابو محمد حسن و ابو عبد اللہ حسین اور تمام مادران امت بانواں رسالت علی المصطفیٰ و علیہم کلہم الصلاۃ والتحیۃ میں داخل کہ صابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما کی زیارت سے مشرف ہو اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا ان کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے آفتاب نمرور سے روشن تر کہ محب جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبت بد سے بچاتا ہے حق تعالیٰ قادر مطلق اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین۔ کیا عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسا قدیر ایسے عظیم ذی وجاہت جان محبوبی کان عزت کے لئے خیار خلق کو حلبیس دانیں دیار و مدگار مقرر نہ فرمائے جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت و نہایت منزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لیے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:- ”اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً من بعدی فمن احبہم فحبی احبہم و من ابغضہم فبغضی ابغضہم من اذہم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فیوشک اللہ ان یأخذہ“ ”خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انھیں دوست رکھتا

ہے میری محبت سے انہیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے۔ رواہ الترمذی، وغیرہ“ اب اے خارجیو! صیبو کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ارشاد عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیہ کریمہ رضی اللہ عنہم ورضو! عنہ سے جناب ذوالنورین و حضرت اساتذہ الغالب حضرات سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یا اے شیعو! رافضیو! ان احکام شاملہ سے خدا اور رسول نے حضرت صدیق اعظم و جناب فاروق اکبر و حضرت مجاہد جیش العسرت و جناب ام المومنین محبوبہ سید العالمین عائشہ صدیقہ بنت صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الیوم الدین کو خارج فرمادیا۔ اور تمہارے کان میں (رسول نے) کہہ دیا کہ اصحابی سے ہماری مراد اور آیت میں ضمیر علم (کے مصداق) ان لوگوں کے سوا ہیں جو تم ان کے اے خوارج (اور اے روافض) دشمن ہو گئے اور عیاذ باللہ لعن و طعن سے یاد کرنے لگے یہ نہ جانا کہ یہ دشمنی درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے اور ان کی ایذا حق تبارک و تعالیٰ کی ایذا مگر اے اللہ تیری برکت والی رحمت اور ہیبت والی عنایت اس پاک فرقہ اہلسنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستان صحبت کے گلچینوں کو نگاہ تعظیم و اجلال سے دیکھنا اپنا شعار دوتا کر لیا اور سب کو چرخ ہدایت کے ستارے اور فلک عزت کے سیارے جانا عقیدہ کر لیا کہ ہر فرد بشر ان کا سرور عدول و اختیار و اتقیا وابرار کا سردار تابعین سے لیکر تابعیامت امت کا کوئی ولی کیسے پایہ عظیم کو پہونچے صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا

ہرگز ہر گزان میں سے ادنیٰ کے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہونچتا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد حق صادق کے مطابق اوروں کا کوہ احد برابر سونا ان کے نیم صاع جو کے ہمسر نہیں۔ جو قرب خدا انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔ ان سب کو بالا جمال پر لے درجہ کا برو تفتی جانتے ہیں اور تفصیل احوال پر نظر حرام مانتے۔ جو فعل کسی کا اگر ایسا منقول ہی ہو جو نظر قاصر میں ان کے شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ اور اللہ کا سچا قول رضی اللہ عنہم سن کر آئینہ دل میں یک قلم زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرما چکے ’اذکر اصحابی فامسکوا‘ جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہونا چاہا اپنے آقا کا فرمان عالی شان اور یہ سخت و عیدیں ہولناک تہدیدیں سن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے وراہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں۔ ان میں جو مشاجرات واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ۔

گدائے خاک نشینی تو حافظا محروش

رموز سلطنت خویش خسروان دانند

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کہنے لگیں یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں۔ بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے جس کے اجتہاد میں جو بات دین الہی و شرع رسالت پناہی جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اصلح و انسب معلوم ہوئی اختیار کی گوا اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں، ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروع مذہب میں ابو حنیفہ و شافعی کے اختلافات نہ ہر گزان

منازعات کے سبب ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- ”اشداء علی الکفار رحماء بینہم“ کافروں پر سخت آپس میں نرم دل ہیں، پھر جو اس کے خلاف اعتقاد کرتا ہے خدا کی بات جھٹلاتا ہے۔

بالجملہ ارشادات خدا و رسول عز مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنا یقین کر لیا کہ سب اچھے اور عدل و ثقہ تقی و نقی ابرار ہیں ان تفصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے۔ نظیر اس کی عصمت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہے کہ اہل حق شاہرہ عقیدت پر چل کر مقصود کو پہونچے اور ارباب باطل تفصیلوں میں خوض کر کے مگاک بدینی میں جا پڑے کہیں دیکھا و عصی ادم ربہ فغوی، کہیں سننا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر، کبھی موسیٰ و قبطی کا قصہ یاد آیا کبھی داؤد اور یاکا فسانہ سن پایا لگے چون و چرا کرنے اور تسلیم و گردن نہادوں کے زینہ سے اترنے پھر ناراضی خدا و رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا اور ’خصتم کالذی خاضوا فی حق کلمۃ العذان‘ کا دن دکھایا ’الان یشاء ربی انہ فعال لما یرید۔ اللہم الثبات علی الہدی انک انت العلی الاعلیٰ‘۔

عقیدہ سادسہ ۶:- اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت و چار انبار باغ شریعت کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ انہیں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھکر کون ہو گا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگر م

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

علی الخصوص شمع شبستار ولایت بہار چمنستان

معرفت اما الواصلین سید العارفین خاتم خلافت نبوت فاتح

سلاسل طریقت مولیٰ المسلمین امیر المؤمنین ابو الائمہ الطاہرین طاہر مطہر قاسم کوثر اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب سیدنا و مولانا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حشر نانی زمرۃ فی یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب کے مناقب جلیلہ و محمد جمیلہ جس کثرت و شہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے نہیں۔ حضرات شیخین صاحبین صہرین وزیرین اسیرین و مشیرین صحبیین رفیقین سیدنا و مولانا عبد اللہ الشیخ ابو بکر صدیق و جناب حق مآب ابو حفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا و رسول خدا (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیبہ نہیں اور منازل جنت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل و حسنات و طہیات میں انہیں کو تقدم و پیشی ہمارے ائمہ و علمائے اس میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کو نین و شرافت دارین حاصل کی ورنہ غیر متناہی کا شمار کس کا اختیار واللہ العظیم اگر ہزار دفتر ان کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

و علی تفنن و اصفیہ بحسنہ

یعنی الزمان و فیہ مالم یوصف

مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل چیزے دیگر

و افضلیت و کرامت امرے آخر فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے

جسے چاہے عطا فرمائے ”قل ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء“

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ و علی

آلہ الصلاۃ والسلام علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں کہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں ”كنت عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاقبل ابو بكر وعمر فقال يا علي هذان سيدا كهول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين“ ”میں خدمت اقدس حضور افضل الانبياء صلى الله تعالى عليه وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا کہ علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء و مرسلین کے“ رواة الترمذی وابن ماجہ و عبد اللہ ابن الامام احمد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی حضور کا ارشاد ہے ”ابو بکر و عمر خیر الاولین والآخرین و خیر اهل السموات و خیر اهل الارضین اللبیین والمرسلین“ ”ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے“ رواہ الحاکم فی الکنی وابن عدی والخطیب خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصریح فرمائی اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسی (۸۰) سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا اور فی الواقع اس مسئلہ کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف و اشکاف بکرات و مرات جلوات و خلوات و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن حنیفہ صاحبزادہ جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر ”یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے

عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر ابو عمر بن عبد اللہ۔ حکم بن حجل سے اور دار قطنی اپنی سنن میں راوی جناب امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں ”لا اجد احدا افضلنی علی ابی بکر و عمر الا جدوتہ جلا مفتري“ جسے میں پاؤں گا کہ شیخین سے مجھے افضل بتاتا ہے اسے مفتري کی حد ماروں گا کہ اسی ۸۰ کوڑے ہیں“ ابو القاسم طلحی کتاب السنہ میں جناب علقمہ سے راوی بلغ علیا ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایہا الناس انہ بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعة بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتري عليه حد المفتري ثم قال ان خیر هذه الامة بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال وفي المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لو سمي الثالث بسمی عثمان۔ یعنی جناب مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہونچی کچھ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے ہیں پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہونچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتري ہے اس پر مفتري کی حد لازم ہے پھر فرمایا بیشک بہتر اس امت کے بعد ان کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو اس کے بعد۔ اور مجلس میں حضرت امام حسن بھی جلوہ فرماتے انہوں نے ارشاد کیا۔ خدا کی قسم اگر تیرے کانام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔ بالجملہ احادیث مرفوعہ واقوال حضرت مرتضوی و اہلبیت

نبوت اس بارے میں لاتعداد تھیں ہیں کہ بعض کی تفضیل فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل ہیں کی۔ اب اہلسنت نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صد بات صریحیں علی الاطلاق پائیں کہیں جہت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسرے حیثیت سے دوسروں کو افضلیت۔ لہذا انہوں نے عقیدہ کر لیا کہ گو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ حضرت مولیٰ اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل جو شیخین نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے۔ مگر فضل مطلق کلی جو کثرت ثواب و زیادت قرب رب الارباب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا اور اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور جو بالفرض کہیں ہوئے خلاف پائی بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا تصور ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ والہیت کرام کیوں بلا تقلید انہیں افضل و خیر امت و سردار اولین و آخرین بتاتے کیا آیہ کریمہ ”وانفسنا وانفسکم و حدیث صحیح من کنت مولاه فعلی مولاه“ اور خبر شدید (حدیث لحمک لحمی و دمک دمی نہایت ضعیف ہے) الضعف قوی الجرح لحمک لحمی و دمک دمی بر تقدیر ثبوت وغیر ذلک سے انہیں آگاہی نہ تھی یا تھی تو وہ مطلب نہ سمجھے، یا سمجھے اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا تو کیونکر خلاف سمجھ لیں اور تصریحات بینہ، قاطعۃ الدلالہ و محتملۃ الخلاف کو پس پشت ڈالیں اور الحمد للہ رب العالمین کہ حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف کے لئے اس میں کفایت اور متعصب کو اس میں غیظ بے غایت۔ یہی محبت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی یہی مقتضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اسی ۸۰ کوڑوں کے استحقاق سے بچئے۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ قرب الہی میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیت و تفوق ہے تو ولایت بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی مگر ایک درجہ قرب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا۔ پر ظاہر کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لا نفرق بین احد من رسلہ کی طرح لا نفرق بین احد من اولیائہ کہا جاتا ہے۔ جب ماسوائے الہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنانک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لئے انتہا نہیں اور یہیں اور یہیں تقادت قرب جلوہ گر ہوتا ہے جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوت خلق کے لئے منزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے بہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے۔ ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے کہ انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا اس کے سوا صد ہا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے مگر قرب و رفعت درجات میں انہیں کو افزونی رہی ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشادات مذکورہ میں انہیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے اور ان کی افضلیت کا بتاکید اکید انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولی اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر دیکھئے حضرت امیر کے خلفاء کرام میں حضرت سبط اصغر و جناب خواجہ حسن بصری کو منزل ناسوتی ملا اور حضرت سبط اکبر سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قرب ولایت امام مجتبیٰ ولایت و قرب خواجہ سے بالیقین اتم و اعلیٰ اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگوں قبا پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ سابعہ :- حضرت مرتضوی رضی اللہ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کئے ہم اہلسنت ان

میں حق جانب جناب مولیٰ اور ان سب کو برسر غلط و خطا اور حضرت اسد اللہی کو بدر جہا ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر بالہینہہ بلحاظ احادیث مذکورہ زبان طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے (یہاں اصل میں بہت بیاض ہے درمیان میں کچھ ناتمام سطریں ہیں مناسب مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا اور نمبردار ترک کا نشان لگا دیا کہ عبارت ملانے میں آسانی ہو) (۱) ان کے مراتب پر ہو ان کے لئے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلافات کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر طعن جائز نہیں چہ جائیکہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جناب رفیع میں طعن کریں حاشا یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دہرنے والوں کو و عیدیں عذاب الیم کی سنائے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں اپنی سب ازواج مطہرہ میں زیادہ چاہیں جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں حضور اسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پئیں۔ (۳) یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج دنیا و آخرت میں حضور ہی کی پیبیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں۔ سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو محبوب کون ہیں جواب عطا ہوا عائشہ اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھپھی زاد بھائی اور حواری اور یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے سپر وقت جاں نثاری رہے

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ کے مقام رفیع و شان منبع تک تو ان سے وہ دور و دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاراں ہزار رہو ہر برق کردار صبار فگار تھک رہیں اور قطع نہ کر سکیں مگر فضل صحبت ہم تو بحمد اللہ سرکار اہلبیت کے غلامان خانہ زاد ہیں ہمیں معاویہ سے کیا رشتہ کہ خدا نخواستہ ان کی حمایت بیجا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرف داری اور ان کا الزام بدگویان سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب بشارت اپنے جد امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اختتام مدت عین معرکہ جنگ میں ہتھیار رکھ دیئے اور ملک امیر معاویہ کو سپرد کر دیا اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ العیاذ باللہ کافریا فاسق فاجریا ظالم جائز تھے تو الزام تو حضرت امام حسن پر آتا ہے کہ انہوں نے کاروبار مسلمین و انتظام شرع و دین باختیار خود ایسے شخص کو تفویض کر دیا اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیت نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انہیں کو اختیار کیا۔ حاشا اللہ بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور نے اپنی پیشین گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا کمافی صحیح البخاری۔

عقیدہ ثامنہ ۸:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد امامت صدیق بالقطع و التحقیق حقہ راشدہ ہے نہ غاصبہ جائزہ رحمت و رافت و حسن سیادت و لحاظ مصلحت و حمایت ملت و پناہ امت سے مزین اور عدل و داد صدق و سداد و رشد و ارشاد و قطع فساد و قمع اہل ارتداد سے محلی اول تو تلویحات و تصریحات سید الکائنات علیہ و علی آلہ افضل الصلوات و التحيات اس بارے میں بکثرت وارد۔ دوسری

خلافت اس جناب تقویٰ مآب کی باجماع صحابہ واقع ہوئی اور باطل پر اجماع امت خصوصاً اصحاب حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ ممکن نہیں اور مان لیا جائے تو غضب و ظلم پر اتفاق سے عیاذ باللہ سب فساق ہوئے۔ اور یہی لوگ حاملان قرآن مبین وراویان دین متین ہیں جو انہیں فاسق بتائے اپنے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اسی طرح ان کے بعد خلافت فاروق پھر امامت ذی النون پھر جلوہ فرمائی ابو الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ تاسعہ ۹:- نصوص قرآنیہ واحادیث مشہورہ متواترہ واجماع امت مرحومہ مبارکہ سے جو کچھ دربارہ الوہیت ورسالت واماکن ومایکون ثابت سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لائے جنت اور اس کے جافزا احوال دوزخ اور اس کے جانگزا احوال قبر کے نعیم و عذاب منکر نکیر سے سوال وجواب روز قیامت حساب وکتاب ووزن اعمال وکوثر وصراط وشفاعت عصاة اہل کبار اور اس کے سبب اہل کبار کے نجات الی غیر ذلک من الواردات سب حق سے جبر و قدر باطل و لکن امر بین امرین جو بات ہمارے عقل میں نہیں آتی اس کا علم موکول بخدا کرتے ہیں اور اپنا نصیبہ امانہ کل من عند ربنا۔

مصطفیٰ اندر میان آنگہ کہ می گوید بعقل

آفتاب اندر جہاں آنگہ کہ میجوید سہا

عقیدہ عاشرہ ۱۰:- شریعت و طریقت دورا ہیں متباہن نہیں بلکہ بے اتباع شریعت خدا تک وصول محال نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و مجاہدات بجالائے اس رتبہ

تک پہنچے کہ تکالیف شرع اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے اسپ بے لگام و شتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے صوفی وہ ہے کہ اپنے ہواء کو تابع شرع کرے نہ وہ کہ ہواء کی خاطر شرع سے دست بردار ہو۔ شریعت غذا ہے اور طریقت قوت، جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی شریعت آئینہ اور طریقت نظر آنکھ پھوٹ کر نظر رہنا غیر متصور بعد از وصول اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوتی تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احق ہوتے نہیں بلکہ جس قدر قرب زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور سخت ہوتی جاتی ہیں حسانت الابرار سیات المقربین تو بین شریعت کفر اور اس کے دائرے سے خروج فسق صوفی صادق عالم سنی صحیح العقیدہ خدا اور سول کے فرمان پر ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے۔

عالم متدین خدا طلب ہمیشہ صوفی

اور اسے اپنے سے افضل واکمل جانے گا جو اعمال اس کے نظر ظاہر میں قانون تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے۔ (بیاض ہے)

اے اللہ سب کو ہدایت اور اس پر ثبات واستقامت اور اپنے محبوبوں اور سچے پکے عقیدے پر جہاں گزران سے اٹھا آئین۔ یا رحم الراحمین۔

اللہم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی الحبيب المصطفیٰ و علی الہ الطیبین و صحبہ الطاہرین اجمعین

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

سنی دارالافتاء

عقد العقیان فی حکم التسلیم بعد الاذان

مولفہ: حضور شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا مفتی ابو محمد سید چندا حسینی صاحب صوفی اشرفی،

سجادہ نشین آستانہ شمسہ قطب رانچور رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ:- اس رسالہ نافعہ میں اذان کے بعد سرکار رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر درود شریف اور سلام عرض کرنے کا ثبوت حدیث وفقہ سے بیان کیا گیا ہے جو اہلسنت وجماعت کا مسلک ہے۔

مسئلہ: ہمارے یہاں ابھی تک اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے کا طریقہ نہیں تھا مگر اب چند دنوں سے یہ طریقہ یعنی اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے کا شروع ہوا ہے بعض لوگ اس کے مخالف ہیں بعض لوگ موافق۔ مخالف حضرات کا کہنا ہے کہ یہ طریقہ نہ صحابہ کرام سے ثابت ہے نہ دیگر بزرگوں سے۔ اب اس نزاع کو آپ شریعت کی روشنی میں حل فرما کر اہل گنتکل کو مشکور فرمائیں۔

المستفتی محمد موسیٰ، صدر جامع مسجد گنتکل۔

تمہید: اس مسئلہ کا جواب سننے سے پہلے اس تمہید کا جننا اصل مسئلہ کے سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

ہم اہلسنت وجماعت کے پاس دین کے ماخذ چار ہیں۔ (۱) کتاب یعنی قرآن پاک (۲) سنت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل (۳) اجماع یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین و مجتہدین صالحین جیسے حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کا وہی قیاس مجتہدین صالحین (توضیح تلوتح، نور الانوار) اس اجماع میں علماء اہلسنت حرمین شریفین کا تعمیل (عمل کرنا) بھی داخل ہے (یعنی شرح کنز الدقائق) جو اہلسنت کے لئے حجت شرعیہ میں ہے (غایۃ التحقیق شرح حسامی) اس اجماع پر معتقد اور اس پر عامل ہونے کی وجہ سے ہمارا نام اہلسنت وجماعت قرار پایا (اشعۃ اللعۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول۔ ابوالمنتمیٰ شرح فقہ اکبر، شرح عقائد نفسی، الحدیقۃ الندیۃ) اجماع کے خلاف بدعت ضالہ یعنی بد مذہبی ہے (شرح وقایہ الحدیقۃ الندیۃ) قرآن کے خلاف بدعت کہنے میں سنت کا انکار ہے جو فرقہ چکڑ الویہ کا مذہب ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں ان کے اس انکار میں سنت اور اجماع کا انکار ہے سنت کے خلاف بدعت کہنے میں اجماع کا انکار ہے جو غیر مقلد وہابیہ کا مذہب ہے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔

اجماع کے خلاف بدعت کہنے میں دین کے چار دلیلوں کتاب و سنت و اجماع و قیاس کا اقرار ہے جو اہلسنت کا مسلک ہے جیسا کہ سبع سنابل میں آیا۔

سہ آید اصل شرع اے مومن صاف	کتاب و سنت و اجماع اسلاف
قیاس راسخون العلم برحق	بود باہر اصل شرع ملحق
تو گریوں روی زین ہر گ گلم	برافتاوی زراہ دن اسلام

ترجمہ: اے مومن! دین کی جڑیں تین چیزیں آئی ہیں اور وہ کتاب و سنت و اسلاف کا اجماع ہے اور راسخون العلم یعنی مجتہدین کرام کا قیاس انہیں تین اصولوں سے ملحق ہے اگر تو ان تینوں اصولوں میں سے کسی ایک کے خلاف کرے گا تو دین اسلام سے گمراہ ہو جائے گا۔ شرح تعرف جلد سوم، ص ۷۴ میں ہے کہ اجماع کا طریقہ جادہ شرع کی طرح راہ مسلوک ہے جو راہ مسلوک پر ہوتا ہے وہ گمراہ نہیں ہوتا۔ (اسی اجماع اہلسنت کو راہ مسلوک کہتے ہیں) اشعة المعاة شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص ۱۴۶)

اگر کوئی بد دین اس سے جدل کرے (جدل حکم منصوص کے انکار کو کہتے ہیں) (حجة اللہ البالغۃ) تو اس پر کان نہ دھرے جو بد خطرہ دل میں (نفس کے دھوکہ سے) گذرے اسے اجماع پر درست کر لے اسی میں، ص ۵۷) میں ہے کہ جب بندہ اجماع پر کام کرتا ہے تو دیو (خواہ وہ جنی ہو یا انسی) اس پر قابو نہیں پاتا انتھی۔ اسی کے بیان میں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض ہم ہیں عبد المصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

انتصار الحق، ص ۴۲ میں آیا کہ جو چیز کتاب و سنت یا اجماع کے مخالف ہو وہ بدعت ضالہ گمراہی ہے انتھی۔ آجکل وہابیت کے غلبہ پائے جانے کی وجہ سے عوام میں وہابی بدعت زبان زد ہے اور اہلسنت میں جو بدعت آئی ہے وہ مفقود ہے۔ مارانام اہلسنت و جماعت اس اجماع پر معتقد اور عامل ہونے کی وجہ سے قرار پایا۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محقق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کلمہ حق اور اس چیز پر اجتماع کرنے کی وجہ سے جماعت سے نام زد ہے جس پر سلف صالحین نے اجماع فرمایا ہے۔ (اشعة المعاة، جلد اول، ص ۱۴۲) (شارحین احادیث و فقہاء جماعت سے مراد اجماع کو کہتے ہیں) (شرح مثنوی دفتر دوم از حضرت بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ) اسی سے ہم اہلسنت و جماعت کہلاتے ہیں۔

وہمچیریہ (مقلد وہابیہ، مباہیہ، نہجریہ) جو سنت کے مدعی ہیں اجماع کے انکار اور اسکے خلاف عقائد رکھنے اور اس اجماع کے خلاف اعمال پر عامل ہونے کی وجہ سے اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں ان وہمچیریہ کی بھیڑ میں اہلسنت معدودے چند تعداد میں ہیں۔

الجواب: اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

اب اس تمہید کے بعد صورت مسئلہ کا جواب سنئے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا امْثُلُوا مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيْهِ، رواه مسلم (مشکوٰۃ)“ ”جب تم مؤذن سے سنو تم بھی اسطرح کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو“ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں مرآۃ شرح مشکوٰۃ میں آیا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ اشعۃ اللمعة شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص ۳۱۳ میں ہے کہ درود بھیجنا ہمیشہ ہے تو اسوقت بھی (اذان کے بعد بھی) بھیجو کہ وہ مبارک وقت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اذان کے بعد درود شریف کا پڑھنا سنت ہے اس کا انکار کرنے والے سنت کے منکر ہیں اور یہ انکار بد مذہبی ہے۔ فقہ میں بھی اس کا حکم آیا کہ جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں۔ (رد المحتار، بہار شریعت حصہ سوم)

درود شریف میں سلمو اتسلیما بھی آیا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کا طریقہ وہی ہے جو تشہید میں آیا ہے۔ یعنی سلام صیغہ خطاب سے عرض کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۸۹ھ فرماتے ہیں کہ ”حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کیفیت سلام تشہید میں بیان کی گئی ہے اسکو تعلیم الہی کہتے ہیں اس لئے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم، تعلیم الہی ہے، کہ آپ نہیں کہتے مگر وحی ظاہر یا خفی سے“ اس بیان کے بعد حضرت فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا خلاصہ یہ کہ معمول بہ سلام کی کیفیت سلمو اتسلیما میں جو آئی ہے وہی ہے جو تشہد میں تعلیم فرمائی۔ مخالفین (یعنی وہابیہ) علم و سنت کے دعوے سے اپنے وہمیات پر اس خطاب وند کو شرک قرار دیتے ہیں نعوذ باللہ من شر الوساوس (احقا الحق وابطال الباطل) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر سلام عرض کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ ہم السلام علیک یا ایہا النبی عرض کریں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اذان کے بعد درود پڑھنا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سنت ہے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا جو سنت رسول و سنت صحابہ بھی ہے اور سلام عرض کرنا مستحب ہے۔ اذان کے بعد درود شریف کے سلام عرض کرنے کو علمائے اہلسنت حرین شریفین نے مسلمانوں پر لازم گردانا۔ اوپر یہ ظاہر و ثابت کیا گیا کہ علماء اہلسنت حرین شریفین کا عمل اجماع میں داخل اور واجب التعمیل ہے جس طرح اذان کے بعد سلام علماء حرین شریفین نے لازم گردانا اسطرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰ رکعت نماز تراویح جماعت سے پڑھنے پر مسلمانوں کو قائم کیا۔ (سیرت حلبی، جلد اول، مطبوعہ مصر)

اب علماء اہلسنت حرین شریفین کا حکم سنئے جو انہوں نے اذان کے بعد درود شریف کے ساتھ السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے کو لازم گردانا، چنانچہ در مختار، صفحہ ۳۱۳ میں ہے جو فقہ حنفی کی نہایت ہی مستند اور معتبر کتاب اور جو علماء بریلی اور دیوبندی کے فتاویٰ کا ماخذ ہے چنانچہ صاحب در مختار قدس سرہ فرماتے ہیں: ”التسليم بعد الاذان حدث (حدث کو صیغہ معروف سے پڑھنے پر اس کا ترجمہ ہو گا۔ جاری ہوا۔ ۱۲) فی ربيع الآخر سنة سبع مائة و احدى وثمانين فی عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فی الكل الالمغرب ثم مرتين“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اذان کے بعد سلام عرض کرنا بیچ الآخر ۸۱ھ میں عشاء کی نماز میں پیر کے دن جاری کیا گیا پھر دس سال بعد ہر ایک نماز میں

جاری کیا گیا، سوائے مغرب کے، پھر مغرب میں دوبار جاری ہوا، مغرب میں دوبار جاری ہونے کی تشریح میں شامی نے فرمایا کہ اذان کے بعد پھر اقامت کے وقت درود و سلام عرض کرنا سنت ہے بلند آواز سے پڑھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول) اس سے ثابت ہوا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سرکار رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے حکم سے معمول بہ اہلسنت ہے اسی طرح ۷۸ھ سے درود شریف کے بعد سلام عرض کرنا علماء حرمین شریفین کے حکم سے اہلسنت میں معمول بہ ہو گیا حجاز مقدس پر حکومت سعودیہ وہابیہ کے ۱۳۴۳ھ میں قبضہ کرنے پر جبراً و قہراً اس درود و سلام کو بند کروایا گیا اس کے بعد دنیائے اسلام میں جیسے جیسے ہر ملک میں وہابیت بڑھتے گئی اس درود و سلام کا خاتمہ ہوتا گیا یہی وجہ ہے کہ لوگ درود و سلام کے اجرا کرنے پر اسے نئی چیز سمجھتے ہیں۔

اذان کے بعد درود و سلام عرض کرنے کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ مؤذن اذان کے بعد منبر اذان پر کھڑے ہوئے بلند آواز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے اور مصلیٰ بھی آواز کے ساتھ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہیں اگر پورا درود شریف پڑھنا چاہیں تو یوں پڑھیں اللھم صلی علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم السلام علیک یا رسول اللہ۔ جو چیز ۷۸ھ سے اہلسنت و جماعت کا معمول اور ان کا شعار رہی ہے اس کا انکار کرنا بد مذہبی خصوصاً وہابیت ہے کہ وہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضرانہ خطاب کے ساتھ سلام عرض کرنے کو شرک کہتے ہیں اس وہابیت سے بچنا ہر سنی پر واجب ہے۔

اسلاف کرام نے جس چیز کو جاری کیا فقہ حنفی میں اسے مستحب کہتے ہیں جیسا کہ در مختار صفحہ ۱۰ میں آیا و مستحبۃ یسمی مندوباً و هو مافعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرة و ترکہ اخرى و ما احبہ السلف یعنی مستحب اسے مندوب کہتے ہیں

ولیکن مستحب آں شد کہ دائم
رسول حق براں کم بود قائم
گہ کردہ و گاہ ترک دادہ
سلف بروے سرا سردل نہادہ

اور وہ چیز ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کیا اور دوسری بار ترک فرمایا اور جس کو سلف صالحین نے پسند فرمایا۔ حضرت سید شاہ طاہر قادری قدس سرہ المتوفی ۱۱۱۵ھ ابن حضرت سید شاہ عبداللطیف لاہابی قدس سرہ المتوفی ۱۰۵۸ھ کنز النفائس میں فرماتے ہیں۔

مستحب کے سلسلہ میں ہم نے فقہاء کے ساتھ اولیا کا بھی قول سنا دیا کہ اولیا ہر اس مسئلہ میں فقہاء کے ساتھ شریک ہیں جس پر ان کا اتفاق و اجماع ہے (آداب المریدین، سبع سنابل) یہ ہے اجماع کی اہمیت جس کا خلاف اولیا بھی نہیں کر سکتے۔ مستحب کے سلسلہ میں مذہب حنفی کا یہ حکم ہے کہ جس مستحب کا بد مذہب انکار کریں وہ اہلسنت پر لازم ہو کر سنیت کا شعار بن جاتا ہے (شرح امور عشرین، مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۶۹) اسی طرح جس رخصت کا بد مذہب انکار کریں وہ حکم عزیمت یعنی لازم بن جاتا ہے (اشعۃ اللمعۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۴۷)

درود شریف کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٰنَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا (سورۃ احزاب رکوع ۷) اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کے حکم میں کسی وقت کسی زمانہ کی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ ہر ایک زمانے اور ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام میں درود پڑھنے اور سلام عرض کرنے کا حکم دیا جو صورت پھونکے جانے تک کو شامل ہے (اشعۃ اللمعة شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۰۴) اسی طویل زمانے میں اذان کے بعد درود شریف پڑھنا اور سلام عرض کرنا بھی داخل ہے اسی سے علماء حرمین شریفین نے اذان کے بعد درود شریف کے ساتھ سلام عرض کرنے کو رائج کیا جو شعار سنیت بن گیا۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا مطبوعہ قسطنطنیہ (استنبول) میں فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہو وہاں کوئی موجود نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو اور یوں کہو السلام علیک یا رسول اللہ۔

درود شریف کس نیت سے پڑھا جائے گا

امت کے درود شریف پڑھنے کے مقصد میں رد المحتار جلد اول صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر میں آیا کہ ہم اس نیت سے درود شریف پڑھیں یا اللہ آپ کی عظمت کو دنیا میں آپ کے ذکر کو بلند کرنے اور آپ کی شریعت کے نفاذ سے اور آخرت میں آپ کے اجر کو مضاعف کرنے اور امت کی شفاعت کرنے سے پڑھا۔ شامی کے اختصار موسوم بہ تجرید الشامی میں آیا کہ اکثر علماء اہلسنت کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا درود بمعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت کی زیادتی میں ہے ملائکہ کا درود بمعنی حضور کی طلب بزرگی میں ہے اور امت کا درود بمعنی طلب شفاعت میں ہے (مثنوی معنوی میں ہے۔ زیں سبب فرمود حق صلوٰۃ علیہ۔ کہ محمد بود محتاج الیہ۔ اس کی شرح حضرت بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود شریف کے حکم کی وجہ یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مرجع ہیں اور ہم اپنے کاموں میں حضور کے محتاج ہیں ہمارے درود میں اسی کا اظہار اور اس کا شکریہ ہے (شرح مثنوی جلد ششم صفحہ ۱۸۸) وہابیت میں درود شریف کے ان تمام مقاصد کو شرک ٹھہرایا گیا ہے وہابیہ کی دہن دوزی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی نیز فرماتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

درود شریف پڑھنے اور سرکار رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر سلام عرض کرنے کے مذکورہ بالا مقصد اور نیت کو شرک قرار دینے والے نمازیوں کو درود پڑھنے اور سلام عرض کرنے کی فرمائش کرنا لا حاصل ہے اور اس مقصد کو شرک قرار دینے والوں کا بظاہر پڑھنا آخرت میں ثواب مرتب نہیں کرتا پہلے نمازیوں کو درود و سلام کے مقصد پر معتقد کرنا اور اسی مقصد سے درود پڑھنے اور سلام عرض کرنے کی فرمائش کرنا بہتر اور مفید ہے کہ درود شریف کے مقصد ہی سے وہابیت کی عمارت کھنڈ رہن جاتی ہے اسی سے درود شریف سے پہلے درود شریف کے مقصد کی (اشاعت ضروری قرار پائی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور سلام عرض کرنے والی آیت کریمہ کے تحت حضرت شیخ عمر بن عبد الوہاب حلی قدس سرہ المتوفی ۱۰۲۴ھ رسالہ مبارکہ مدارج الاصول الی فضیلة الصلوٰۃ علی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا کافر کے لئے افضل ہے وہ اس سے کفر کے بھنور سے نکل کر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

یہ تبلیغی جماعت والوں کا رد ہے جو صلوٰۃ و سلام کی اشاعت کرنے کے بجائے اہلسنت کو مشرک قرار دے کر کلمہ پڑھایا کرتے ہیں جو شخص کسی مسلمان کو کافر و مشرک قرار دے وہ کفر اسی پر لوٹتا ہے بشرطیکہ کسی ضروری دینی کامکفر نہ ہو (کتب عقائد)

تبلیغی جماعت والے جو اہلسنت کو کلمہ پڑھانے کے لئے گردش کرتے ہیں ان کے باطل عقیدہ میں اہلسنت و جماعت مشرک ہیں اس لئے وہ انہیں مسلمان بنانے کے لئے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ نسائی مجتہائی کے حاشیہ میں ہے کہ وہ لوگ جو ابن عبد الوہاب نجدی کا اصول و فروع میں مسلک رکھتے ہیں ہمارے شہروں میں انہیں وہابی کہتے ہیں اور وہ خوارج کے فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے ان کا دعویٰ ہے کہ جو لوگ ان کے ہم مسلک نہیں ہے وہ مشرک ہیں جیسا کہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المحتار میں تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کافر کہنا کچھ خوارج کے لئے ضروری نہیں بلکہ یہ ان خوارج کا بیان ہے جنہوں نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انہیں اپنے عقیدہ میں مشرک ٹھہرائیں جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبد الوہاب کے اتباع سے ظاہر ہوا جنہوں نے حرمین شریفین پر تغلب کیا ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے مذہب پر نہیں ہیں وہ مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہلسنت اور علماء اہلسنت کو قتل کرنا مباح ٹھہرایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہروں کو ویران کیا اور اسلامی افواج کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح دی (رد المحتار جلد سوم صفحہ ۳۰۹) اس سے ثابت ہوا کہ وہابی خوارج سے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خوارج اور وہابیہ اہلسنت کو مشرک کہتے ہیں (اعتقاد نامہ مولانا خالد بغدادی میں ہے کہ آج عرب میں ایسے لوگ ہیں جن کو وہابی کہا جاتا ہے وہ ان سچے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور اس طرح وہ خود کافر ہو جاتے ہیں) ۱۲۳۳ھ میں وہابیوں کا حجاز سے خاتمہ ہونے کے بعد ان کے دوبارہ حجاز پر قبضہ کرنے کی صورت یہ ہوئی کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی حکومت کے حجاز مقدسہ سے ختم ہو جانے پر وہابیوں نے حجاز پر ۱۳۴۳ھ میں دوبارہ قبضہ کر لیا اور وہ آج تک اس پر قابض ہیں۔

تبلیغی جماعت اور نام نہاد جماعت اسلامی والے کی دہن دوزی کے لئے ان کے سامنے تشہد میں آیا ہوا کلمہ پڑھیں جو یہ ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ اَلْحَاشِدُ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ۔ وہابیہ التحیات میں آئے ہوئے سلام میں یہ کید کرتے ہیں کہ تشہد کے سلام میں واقعہ معراج کی نقل ہے تمہارے اس عقیدے پر تم التحیات میں بھی واقعہ معراج کی نقل کرنے والے ٹھہرے اس سے تم نمازی اور اللہ تعالیٰ کی تحیت ادا کرنے والے نہ رہے جس طرح تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے والے نہیں ہیں ان کے رد و ابطال میں در مختار جلد اول صفحہ ۴۱ میں آیا کہ ویقصد بالفاظ التشہد معانیہا مرادة له علی وجه الانشاء کانه یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الاخبار یعنی تشہد کے الفاظ سے اس کے معنی کا ادارہ کرے بطور انشاء کے، گویا کہ نمازی اللہ کو تحیت پہنچاتا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتا ہے اس سے خبر دینے کا ارادہ نہ کرے ایسا ہی فتاویٰ

عالمگیری جلد اول صفحہ ۷۳ میں بھی آیا۔ اشعة الملعاة شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۰۱ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں میں موجود اور حاضر ہیں نمازی آپ کے اس موجود ہونے سے غافل نہ رہے انتہی۔

بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۶ میں ہے کہ جب کلمات تشہد انشاء تحیۃ و سلام ہے نہ محض حکایت واقعہ شب معراج تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اچھے وہابیہ بدعت و شرک کہتے ہیں ایسا جائز ثابت ہوا کہ نماز میں واجب ہے۔ یہ ہم احناف کا فقہ اور ہمارا مذہب ہے مالکیوں کا فقہ اور مذہب سینے کہ حضرت امام شعرانی قدس سرہ میزان میں فرماتے ہیں کہ شارع نے تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت سے بیٹھے ہیں انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھیں اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کریں انتہی۔ اشعة الملعاة اور میزان میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ اس حقیقت کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمایا ہے۔

سب مکاں تم لامکاں میں دل میں تم جان صفا ہو

فقہ شافعی اور اس کے مذہب کا یہ حکم آیا کہ حضرت امام غزالی قدس سرہ احياء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور سلام عرض کرو انتہی۔ اہلسنت و جماعت کے اس عقیدہ کے خلاف امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں اپنی کتاب ”الاصراط المستقیم“ میں لکھتا ہے کہ ”نماز میں رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خیال آنا گاؤخر کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے“ (تاریخ مذاہب اسلام صفحہ ۶۲۵ از نجم الغنی رامپوری) (متصلب اہلسنت کے مساجد میں نہ آنے کی وجہ) متصلب اہلسنت کے مساجد میں نہ آنے کی یہ وجہ ہے کہ آج کل کے نماز پڑھنے والے تین قسم پر ہیں پہلی قسم تشہد میں جو سلام پڑھتی ہے اس عقیدہ سے پڑھتی ہے کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے دوسری قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سامنے موجود ہونے کے عقیدہ پر مخاطبانہ صیغہ کے خلاف سلام میں معراج کے واقعہ کی نقل کرتی ہے تیسری قسم بلا کسی نیت کے یوں ہی سلام عرض کرتی ہے اور امت کے سلام عرض کرنے کے مقاصد سے اکثر غافل اور اس کے مقصد کو شرک ٹھہرانے والے ہیں موجودہ نمازیوں کی اس حالت پر ایک متصلب سنی مساجد میں آکر اپنی نماز کو کیسے باطل کرے گا کہ اندھے کے کنویں میں گر جانے پر تعجب نہیں ہوتا مگر پینا کے دانستہ گر جانے پر تعجب ہوتا ہے۔

ان کی تعظیم کرے گانہ اگر وقت نماز ماری جائے گی تری منہ پہ عبادت تیری
ہے ان کا تصور تو مسلمان کا ایمان اور قلب میں نجدی کے بسا گاؤ بھی خر بھی

تشہد کے سوا سلام کس نیت سے عرض کیا جائے گا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت میں اس کا جلیس ہوں جو میرا ذکر کرے بھی ہے (مدارج النبوة جلد دوم صفحہ ۶۲۱) مصباح الہدایۃ فارسی

ترجمہ عوارف میں ہے کہ بندے کو چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر و باطن پر مطلع اور حاضر جانے تاکہ آپ کی تعظیم و وقار کی محافظت اور حضور کے آداب پر دلیل ہوا نہتی۔

دین اسلام در ادب طلبیت کفر و طغیاں رسوم بے ادبیست
(سلسلۃ الذہب)

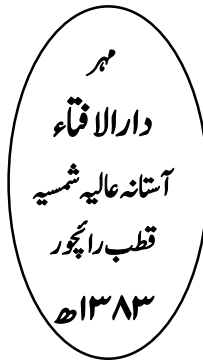
سلام عرض کرنے کا طریقہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ خدایا تیرے حبیب پاک پر حالت قیام میں سلام عرض کرنا ایسا مقبول عمل ہے کہ جس میں رد و بطلان کی کوئی راہ نہیں ہے (اخبار الاخیار صفحہ ۳۲)

ایک ضروری مسئلہ:- اذان مسجد میں کہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ اذان خارج مسجد زمین پر یا منڈنہ (منبر اذان) پر دیں۔ (فتاویٰ خلاصہ، عالمگیری، طحطاوی علیٰ مرقی الفلاح) مکبر الصوت میں مسجد میں اذان کہنا اس حکم شرعی کے خلاف بدعت ضالہ ہے مسجد میں اذان نہ کہے کے حکم کی تعمیل میں منبر اذان پر مکبر الصوت پر اذان کہی جائے کہ حکم شریعت کو شارع جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کوئی کسی بہانے سے بدل نہیں سکتا کہ اسلام کے تکملہ سے نبوت و رسالت ختم کر دی گئی۔

حررہ:- سید چندا حسینی غفرلہ

سجادہ نشین آستانہ شمسہ رانچور۔ ۲۳/۶/۱۴۰۰ھ۔



www.sunniawaz.com
mail@sunniawaz.com

کتاب اور امام الوہابیہ کی مولوی تطہیر کی کتابوں تفویۃ الایمان کا تقابلی جائزہ

از حضرت مولینا مفتی محمد شبیر صاحب رضوی مظفر پور بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی حبیبہ
الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خد
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

ہر دور اور ہر زمانے میں باطل کا یہ مزاج رہا ہے
کہ کسی نہ کسی ظاہری خوبی کا لبادہ اوڑھ کر خوش عقیدگی
اور حق و صداقت کے ماحول کو اپنے ناپاک پنہوں سے
جکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہر خاص و عام اس بات سے واقف ہیں کہ
اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تفویۃ الایمان“ عبد الوہاب
نبیدی کی ناپاک کتاب ”کتاب التوحید“ کا چربہ اور اس کی
ترجمانی ہے۔ جس میں مسلمانانِ اہل سنت کو معاذ اللہ
مشرک و کافر بدعتی وغیرہ ہونے کا ناپاک الزام
لگایا ہے۔ جس کا رد و طرد ہمیشہ علمائے اہل سنت فرماتے

رہے۔ اس کے رد میں کتنی ہی کتابیں، مضامین شائع
ہوتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لفظ ”وہابی“ اتنا بدنام
ہوا کہ وہابی بھی اپنے آپ کو وہابی کہلوانے میں شرم
و عار محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔

لیکن یہ بات کتنی حیرت انگیز اور قابلِ تعجب
ہے کہ ایک مولوی جو نہ صرف سنی ہونے بلکہ رضوی
ہونے بلکہ شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند
قدس سرہ سے مرید ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس
مولوی کی تحریروں، تقریروں میں اسی تفویۃ الایمان کے
ناپاک معتقدات و نظریات کی تائید و حمایت ملتی ہے۔
جس کے ثبوت میں ہم اسلمیل دہلوی کی عبارتیں
اور مولوی ٹانڈوی کی کتاب سے اقتباسات نقل کر کے
تقابلی جائزہ پیش کریں گے۔

اسماعیل دہلوی ”تقویۃ الایمان“ میں لکھتا ہے:
 ”غیر مسلم جو معاملہ دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں وہی یہ
 نام نہاد مسلمان انبیاء و اولیاء ائمہ، شہداء، ملائکہ
 اور پریوں سے کرتے ہیں۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۳)
 دیکھئے اس دہلوی نے کتنا جیتا جاگتا بہتان
 مسلمانوں پر جڑ دیا گویا جو معاملہ غیر مسلم اپنے مندروں
 وغیرہ میں دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں وہی مسلمان
 انبیاء اولیاء ائمہ وغیرہ سے ان کے مزاروں پر کرتے
 ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب آئیے ٹانڈوی جی کی تحریر دیکھئے!
 ”میں دیکھ رہا ہوں کہ جب سے مزارات
 کو چھونے، چومنے اور سجدہ کرنے کا رواج بڑھ
 گیا ہے۔ تب سے وہاں حاضری دینے والوں میں غیر
 مسلموں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ آج کل
 خانقاہوں اور درگاہوں میں انہیں (یعنی غیر مسلموں
 کو) بظاہر وہ دیکھنے کو مل رہا ہے جو کچھ ان کے (یعنی
 غیر مسلموں کے) پوجا استھلوں، مندروں اور
 گردواروں میں ہوتا ہے۔“

(ذکر خدا اور امام احمد رضا۔ ص ۹۴)

قارئین! اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ
 وہابیہ کی بولی بولنا نہیں؟ ”تقویۃ الایمان“ کی حمایت

و تصدیق نہیں؟ سوال اس بات کا ہے کہ آخر ٹانڈوی جی
 کی تحریروں میں اسماعیلی رنگ کیوں؟
 اسماعیل دہلوی نے لکھا تھا ”غیر مسلم جو معاملہ
 دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں مسلمان وہی معاملہ انبیاء
 و اولیاء سے کرتے ہیں۔“

مذکورہ عبارت میں اسماعیل دہلوی نے انتہائی
 شدید اور ناپاک بہتان مسلمانوں پر باندھا تھا، لیکن کمال
 تعجب ہے کہ اسی ناپاک الزام کی تصدیق و تائید، حمایت
 و طرفداری مولوی ٹانڈوی نے یوں بیان نہ کر دی؟

”آج کل خانقاہوں اور درگاہوں میں
 انہیں (یعنی غیر مسلموں کو) بظاہر وہ دیکھنے کو مل رہا ہے
 جو کچھ ان کے (یعنی غیر مسلموں کے) پوجا استھلوں،
 مندروں اور گردواروں میں ہوتا ہے۔“

کیا یہ صاف مسلمانوں پر شرک کا الزام
 نہیں؟ کیا درگاہوں اور مزارات پر حاضر ہونے والے
 مسلمانوں کو مندروں وغیرہ والے، اُن کے جیسا کام
 کرنے والے بتا کر مشرک و کافر نہ کہہ دیا؟ کیا ٹانڈوی جی
 نے سنی مسلمانوں کو شرک میں گرفتار نہ کہہ دیا؟
 اور کیا یہ امام الوہابیہ کی تقلید، حمایت، تائید، تصدیق
 اور اس کی بولی بولنا نہیں؟ کیا یہ وہابیہ جیسی تحریر نہیں؟

لہذا انصاف کیجئے اور آپ خود ہی دہلوی اور ٹانڈوی کی عبارتوں کو پڑھئے پھر فیصلہ کیجئے کہ کیا ہماری بات صحیح یا نہیں؟

اب اسماعیل دہلوی کی ایک اور عبارت دیکھئے۔ جس کے بعد مولوی ٹانڈوی کی عبارت نقل کروں گا فیصلہ آپ خود فرمائیے گا۔ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں لکھتا ہے کہ:

”اس کا کوئی شریک نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بے بس بندے ہیں اور بے بسی میں برابر ہیں“ (تقویۃ الایمان ص ۱۶)

ٹانڈوی جی تقویۃ الایمان کے تعلق سے رقمطراز ہیں، ملاحظہ ہو ٹانڈوی جی کی عبارت:

”میں کہتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں اور واقعی اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ چھوٹے ہوں یا بڑے سب اس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ کے سامنے سب بے بس ہیں۔“ (درمیانی امت)

قارئین کرام یہ ہیں دہلوی اور ٹانڈوی جی کی عبارتیں آپ خود فیصلہ کیجئے کہ یہ اسماعیل دہلوی کا رد ہے یا تصدیق؟ وہ بھی ”کوئی شک نہیں“ کی تاکید کے ساتھ! کیا اس عبارت میں ٹانڈوی جی نے اسماعیل دہلوی کی تصدیق نہ کر دی؟

اسماعیل دہلوی نے لکھا تھا: ”چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بندے ہیں“ اور ٹانڈوی جی نے لکھا ”چھوٹے ہوں یا بڑے سب اس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ کے سامنے سب بے بس ہیں۔“ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قارئین کرام اب آپ خود ہی دیکھ لیجئے پھر انصاف سے جواب دیجئے کہ آخر ٹانڈوی جی کی تحریروں میں اسماعیلی رنگ کیوں؟ کیا مولوی تطہیر ٹانڈوی وہابیہ کی بولی نہیں بول رہے ہیں؟

اب ان عبارتوں پر ایک بات اور صاف کر دوں کہ اسماعیل دہلوی نے ”بڑے ہوں یا چھوٹے“ سب کو اللہ کے سامنے بے بس بندے بنایا ہے۔ اور ٹانڈوی جی نے بھی بڑے ہوں یا چھوٹے سب کو اللہ کے سامنے بے بس نہ بنایا؟۔ مگر اس میں ٹانڈوی جی نے ”سامنے“ کا لفظ استعمال کر کے انبیاء و اولیاء کو خدا کے مقابل مستقل ایک ہستی قرار نہ دیا؟ اور اولیاء و رسول کا خدا سے مقابلہ نہ کیا؟ یہ خود ایک شرک نہیں ہے کہ خدا کے مقابل اولیاء و انبیاء کو مستقل ایک ہستی جانا جائے؟ اسماعیل دہلوی نے اپنی اس عبارت میں بے بس کہہ کر توہین کی تھی۔ مگر مقابل نہ کیا تھا، لیکن کیا ٹانڈوی جی ”بے بس“ لکھ کر وہابیہ کی بولی نہ بولی؟ اور اللہ تعالیٰ کے مقابل ”سامنے“ کا لفظ بول

کر انبیاء و اولیاء کا خدا سے مقابلہ نہ کیا اور یہ شرک جلی نہیں ہے؟۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یہ دیکھئے! اسمعیل دہلوی اپنی کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں لکھتا ہے۔

”عموماً لوگ آڑے وقت پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو، فرشتوں کو اور پیروں کو پکارا کرتے ہیں۔ انہی سے مرادیں مانگتے ہیں، انہی کی منتیں مانتے ہیں۔“

اب اس عبارت کے تناظر میں ٹانڈوی جی کی عبارت بھی دیکھ لیجئے۔ مولوی تظہیر ٹانڈوی تحریر فرماتے ہیں:

”حضرات انبیاء و اولیاء، بزرگانِ دین پیروں، فقیروں کا ذکر کرنا، انہیں پکارنا، ان سے منتیں مانگنا اگرچہ جائز ہے لیکن جہاں اللہ سے دعا مانگنا، اس کا ذکر کرنا اس کا نام لینا مروج و مسنون ہے امت مسلمہ میں پہلے سے چلا آرہا ہے۔ حضور اور آپ کے صحابہ سے ثابت ہے وہاں اللہ کا نام نہ لے کر نبیوں، ولیوں کا ذکر کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ بڑی بھول ہے۔ اور یہ بزرگوں سے محبت نہیں بلکہ اللہ کے ذکر کو مٹانا اور بزرگوں کی سنت و عادت کی مخالفت ہے۔“

دیکھا آپ نے! اسمعیل دہلوی نے انبیاء و اولیاء

پیروں اماموں سے مدد مانگنا انہیں پکارنا وغیرہ کو شرک

بک دیا۔ اور ٹانڈوی جی نے وہابیہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے۔

(۱) انبیاء و اولیاء، پیروں، فقیروں کا ذکر کرنا ان سے مدد مانگنا انہیں پکارنا سب غیر مناسب۔

(۲) بڑی بھول۔

(۳) اللہ کے ذکر کو مٹانے والا۔

(۴) بزرگوں کی مخالفت کرنے والا بتا دیا۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قارئین کرام! اب خود بتائیں یہ درپردہ وہابیہ کی حمایت نہیں، یہ وہابیہ کی بولی بولنا نہیں؟۔ ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ دہلوی نے انبیاء و اولیاء پیروں سے مدد مانگنا انہیں پکارنا شرک کہہ دیا۔ اور ٹانڈوی جی نے انبیاء و اولیاء پیروں سے مدد مانگنا انہیں پکارنا (۱) غیر مناسب، (۲) بڑی بھول کہہ دیا۔

اب بولئے جس بات کو وہابیہ شرک کہیں اُسے ٹانڈوی نے غیر مناسب کہہ کر سنیوں کی حمایت کی یا وہابیوں کی؟ جس بات کو وہاں شرک بکیں اُسے ٹانڈوی جی نے بڑی بھول بتا کر سنیوں کی بولی بولی یا وہابیوں کی؟ اور اس طرح ٹانڈوی جی نے سنیت کا کام کیا یا وہابیت کا؟ میں پھر وہی سوال دہرا ناچا ہوں گا کہ آخر ٹانڈوی جی کی تحریروں میں اسمعیلی رنگ کیوں؟ اور مولوی تظہیر سنی ہیں یا پھر وہابی؟ اگر سنی ہیں تو ان کی تحریرات میں

وہابیت کی بولی کیوں؟ اگر سنی ہیں تو ان کی تحریرات میں وہابیت کی حمایت کیوں؟

اور دیکھئے جناب! اسمعیل دہلوی کا یہ طریقہ رہا ہے کہ اس نے اپنی پوری کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں جب انبیاء و اولیاء کا تذکرہ کیا تو اسی کے ساتھ میں پیروں، فقیروں، فرشتوں، اماموں، پریوں، جناتوں وغیرہ کو بھی ایک ہی لائن میں ایک ساتھ لکھ ڈالا۔ جس کو ہمارے اکابر نے توہین رسالت بتایا کہ سب کا ذکر ایک ساتھ یہ بے ادبی ہے۔

اسمعیل دہلوی اپنی ”تقویۃ الایمان“ میں لکھتا ہے:

”آڑے وقت پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو، شہیدوں کو، فرشتوں کو اور پریوں کو پکارا کرتے ہیں انہیں سے مدد مانگتے ہیں“ (تقویۃ الایمان ص ۳۳) یہ ہے دہلی والے امام الوہابیہ کی عبارت و امثالہم کثیر۔ اب ٹانڈوی جی کی تحریر ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں۔

”بنی وولی پیرو فقیر“ (ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۱۲۷) نیز اسی صفحہ سے پہلے لکھا: ”انبیاء و اولیاء بزرگان دین پیروں فقیروں کا ذکر کرنا انہیں پکارنا ان سے مدد مانگنا۔“

قارئین کرام! کیا یہی انداز تحریر امام الوہابیہ کا نہ تھا؟ اسی لئے میں کہتا ہوں آخر ٹانڈوی کی تحریروں میں اسمعیل رنگ کیوں؟

اسمعیل دہلوی لکھتا ہے:

”یعنی تمام رسول اللہ کے پاس سے یہی حکم لے کر آئے کہ صرف اللہ ہی کو مانا جائے۔“

(تقویۃ الایمان ص ۴۴)

اب مولوی تطہیر ٹانڈوی کی عبارت ملاحظہ ہو:

”اللہ اللہ کیا جائے، ہر وقت اللہ کا نام لیا جائے“ (ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۱۲۷)

اسی موضوع پر تقریباً دو صفحے لکھے پھر صاف لکھا کہ: ”نبی و رسول، پیرو فقیر سب یہی سکھاتے اور بتاتے اور جتاتے آئے ہیں۔“

دیکھئے جناب! کیا یہ صاف ”تقویۃ الایمان“ کی حمایت و طرفداری نہیں ہے کہ وہاں اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ ”تمام رسول اللہ کے پاس سے یہی حکم لے کر آئے کہ صرف اللہ کو مانا جائے“ اور یہاں تطہیر ٹانڈوی نے لکھا کہ ”اللہ اللہ کیا جائے ہر وقت اللہ کا نام لیا جائے“۔ (ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۱۲۷) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”کہیں ایسا نہ ہو بزرگوں کا نام لیتے لیتے لوگ اللہ ہی کو نہ بھول جائیں۔“

قارئین اب آپ یہاں خود ہی فیصلہ فرمائیے کیا یہ وہابیہ کی بولی بولنا نہیں؟ کیا یہ وہابیہ کی حمایت نہیں؟ ان کی عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ کا ذکر وہ اللہ کا ذکر نہیں۔ معاذ اللہ رب العالمین۔

آخر کیا بات ہے کہ مولوی تطہیر ٹانڈوی کی تحریروں میں ”تقویۃ الایمان“ کا اندازِ تحریر کیوں؟ اور کیا ٹانڈوی جی وہ بولی نہیں بول رہے ہیں جو ان سے پہلے وہابیہ بول چکے؟

یہ لیجئے ایک عبارت میں اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:

”ہر کام کا ارادہ کرتے وقت انشاء اللہ کہنا مثلاً یوں کہنا کہ انشاء اللہ ہم فلاں کام کریں گے پھر اگر یہ کہا جائے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر کی مرضی ہوگی تو یہ بات ہوگی ان تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے۔“ (تقویۃ الایمان ص ۴۱)

اب دیکھئے مولوی تطہیر لکھتے ہیں:

”ایسے ہی جہاں انشاء اللہ یا ماشاء اللہ بولا جاتا ہے یعنی اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہو گیا میں ایسا کروں گا یا فلاں دن واپس آؤں گا یہاں بھی کسی بزرگ کا نام لے کر یہ کہنا کہ انہوں نے یا میرے پیر نے چاہا تو یہ ہوگا، یعنی انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کی جگہ بزرگوں کا ذکر کرنا بالکل صحیح نہیں بہت غلط بات ہے۔“

(ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۱۲۶)

دیکھا آپ نے کہ جس بات کو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے شرک بکا تھا اُسی بات کو اُسی انداز میں ذاتِ خدا کی آڑ لیتے ہوئے مولوی تطہیر ٹانڈوی نے بھی

صاف نہ لکھ دیا اور امام الوہابیہ کی حمایت کا اعلان نہ کر دیا کہ ہاں جناب اسماعیل دہلوی صاحب کی یہ بات تو ”بالکل صحیح ہیں“ اور جب ٹانڈوی کو اتنے سے بھی سکون نہ ملا، ان کی مکمل سیری نہ ہو سکی تو اس کے معاً بعد پھر سنیوں کی مخالفت وہابیوں کی حمایت کا علم نہ لہرایا؟ اور صاف صاف لفظ میں فرمایا کہ ”بہت غلط بات ہے۔“ اب یہ ”غلط بات“ مولوی تطہیر کے نزدیک کہاں تک ہے، یہ تو ٹانڈوی صاحب ہی جانیں کیونکہ شرک بھی بہت غلط بات ہی ہوتی ہے۔ اور یہ ٹانڈوی جی کی خاص عادت ہے کہ بات ایسی کہیں گے جیسے وہ مثل مشہور ہے کہ ”سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔“

قارئین کرام! مجھے انصاف سے بتائیے جس کو امام الوہابیہ نے شرک کہا اسی کو ٹانڈوی جی نے ”بہت غلط بات“ کہہ کر امام الوہابیہ کی حمایت و طرفداری کی یا نہیں؟ جس کو امام الوہابیہ نے شرک کہا اس کو ٹانڈوی جی نے ”بہت غلط بات“ کہہ کر وہابیوں کی بولی بولی یا نہیں؟ جس کو امام الوہابیہ نے شرک کہا اسی کو ٹانڈوی جی نے ”بہت غلط بات“ کہہ کر سنیت کا کام کیا یا دہابیت کا؟

میں پھر وہی کہوں گا کہ آخر ٹانڈوی جی کی تحریروں میں اسماعیلی رنگ کیوں؟ یہی ٹانڈوی جی لکھتے ہیں:

”دیندار تو نہ رہے لیکن دین کے ٹھیکیدار بہت ہو گئے، خدا والے تو چلے گئے خدا کو بھلا کر اپنی پرستش اور پوجا پاٹ میں لگانے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح جگہ جگہ پھیل گئے۔“

(ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۴۶/۷۷)

کیا ٹانڈوی جی نے سارے مسلمانوں پر پرستش اور پوجا پاٹ کرنے کا الزام نہ لگا دیا؟ کیا جو سنی مسلمان پوجا پاٹ اور پرستش کرنے اور کرانے پر راضی ہوں کیا وہ مشرک نہ ہوئے؟ کیا ٹانڈوی جی نے ایسی بولی بول کر کھلی تقویۃ الایمان کی حمایت نہ کی؟ جیسا کہ ”تقویۃ الایمان“ میں اسمعیل دہلوی لکھتا ہے:

”شُرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے۔ اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔“ (تقویۃ الایمان ص ۵)

تقویۃ الایمان میں اسمعیل دہلوی نے یہ لکھ کر کہ اکثر لوگ شرک اور توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور شرک میں گرفتار ہیں اور ٹانڈوی جی نے کیڑے مکوڑوں کی طرح سنی مسلمانوں کو پوجا پاٹ اور پرستش کرنے والا کہہ کر کیا اسمعیل دہلوی کی عبارت ملعونہ کہ ”اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں“ کی تصدیق نہ کر دی؟

یہی مولوی ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں:

”آج کل کی بہت ساری محفلوں، مجلسوں، خانقاہی جلسوں میں میں نے دیکھا کہ اگر کوئی اللہ کا نام لے، اس کا ذکر کرے، اس کی قدرتیں حکمتیں شمار کرے، اس کی حمد و ستائش بیان کرے، شانِ الوہیت میں وارد آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کر کے اس کے ذکر و شکر، اس کی تہلیل و تحمید، تکبیر و تسبیح کرے، اس کے محبوب مصطفیٰ جانِ رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان بیان کرے، اُن کی نعت پڑھے تو خاموش تماشائی سے بنے بیٹھے دکھائی دیتے ہیں، انہیں اس سے سیری نہیں ہوتی اور لگتا ہے کہ انہیں اس میں کوئی لذت اور دلچسپی نہیں اور جب خود ان کا ایمان کے بزرگوں، پیروں کا ذکر ہوتا ہے، ان کی کرامات بیان کی جاتی ہیں، ان کے نعرے لگتے ہیں تو اچھلتے کودتے اور خوب واہ واہ کرتے اور داد و تحسین سے نوازتے ہیں۔ انہیں اور ان کا یہ حال دیکھ کر مجھ کو قرآن کریم کی یہ آیت یاد آتی ہے: **وَإِذَا ذَكَرُوا اللَّهَ وَحَدَّثَ أَشْمَازَتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذَكَرُوا الَّذِينَ مِنَ ذُرِّيَّتِهِ إِذْهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ** اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو دل سمٹ جاتے ہیں، ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب اس کے سوا کا ذکر ہوتا ہے جیسی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ (پارہ ۲۴/۲۷ رکوع ۲)

قرآن کی اس آیت کا ترجمہ میں نے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ سے ہی نقل کیا ہے۔“

(ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۴۵ / ۴۶ / مطبوعہ ۱۳۳۱ھ)

(ھ)

قارئین کرام! خود اسی آیت کریمہ یعنی لایؤمنون بالآخرۃ سے ظاہر ہے کہ جن کے دل اللہ وحدہ لاشریک کے ذکر سے سمٹ جاتے ہیں تنگ ہو جاتے ہیں اور اس کی توحید سے نفرت کرنے لگتے ہیں وہ کفار مشرکین ہیں بالخصوص ابو جہل، ولید بن عتبہ، صفوان اور ابی بن خلف ہیں۔ اور من ذون اللہ سے مراد بزرگان کو لیا۔ یہی توبولی آج تک وہابیہ، دیابنہ کی اور بالخصوص امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی ”تفویۃ الایمان“ ص ۷۶/۷۷ وغیرہ میں معانی قرآن میں تحریف کر کے نہ جانے کتنوں کو گمراہ کیا۔ اور ذکر خدا کی آڑ لے کر نہ جانے کتنے مجبین اولیائے کرام کو شرک تک پہنچایا۔ کیا یہی کام مولوی ٹانڈوی جی نے اپنی کتاب ”ذکر خدا اور امام احمد رضا“ کی اس عبارت میں نہ کیا کہ اولیائے کاملین کے ماننے والوں کو ابو جہل، ولید بن عتبہ اور ابی بن خلف کے برابر لا کر نہ کھڑا کر دیا۔ اور آیت کریمہ من دون اللہ جس سے مراد لات وعزّٰی ہیں، اس مقام پر بزرگوں، پیروں کے الفاظ لکھ کر سرکار غوث پاک، سرکار غریب نواز و دیگر اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ

عنہم اجمعین کو لات وعزّٰی کے برابر لا کر نہ کھڑا کیا؟ کیا ایسا کر کے اب تک کے سارے وہابیہ دیابنہ کے اعتراضات کو صحیح نہ ٹھہرا دیا؟ کہ جیسا کل تک وہابی دیوبندی اُن آیتوں کو جو معبودانِ باطل کے بارے میں تھیں اولیائے کاملین بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر چسپاں کر کے سنی مسلمانوں کو اپنے مکرو فریب میں لینے کی بھرپور کوششیں کرتے رہے لیکن جزائے خیر عطا فرمائے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے بزرگوں پر بالخصوص مجدد اعظم حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جنہوں نے باطل کی تمام تر سازشوں کا پردہ چاک کر کے سنی مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ اور قرآن پاک کی صحیح ترجمانی کر کے من گڑھت تفسیر قرآن بیان کرنے والوں کے چہرے سے نقاب کو الٹ کر صحیح راستہ بتایا۔ لیکن افسوس کہ مولوی ٹانڈوی جی جو اپنی کتابوں میں یہ بات کہتے ہوئے نہیں تھکتے ہیں کہ میری کتابیں اعلیٰ حضرت کی تصانیف مبارکہ و تحریرات کی روشنی میں ہوتی ہیں۔ تو کیا ٹانڈوی جی تحریراتِ امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کا رنگ جو اُن کی کتابوں میں جھلک رہا ہے کیا معاذ اللہ یہی رنگ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحریراتِ مبارکہ و تصانیف مقدسہ میں دکھاسکتے ہیں؟ ہر گز نہیں!۔

مسٹر ٹانڈوی آگے لکھتے ہیں:

”اور یہ بھی دور نہیں کہ درگاہیں مندروں اور گردواروں کی شکل اختیار کر لیں آج کل کافی خانقاہی پیر و مرید اور پیر پرستی میں حد سے آگے بڑھے ہوئے اور پیروں کی عقیدت میں خدا اور رسول کو بھول جانے والے مشرکوں غیر مسلموں بت پرستوں سے میل اور میچ کھاتے جارہے ہیں اور ان کی شکل و صورت اور طور طریقے رسم و رواج اپناتے چلے جارہے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تقوموا الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتى تعبد قبائل امتی الاوثان۔ ترجمہ: قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے کچھ گھرانے مشرکوں سے میل نہ کھا جائیں اور میری امت کے کچھ گھرانے۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل دو صفحہ ۴۶۵ (ذکر خدا اور امام احمد رضا ص ۹۵) سنی مسلمانو! سنئے! یہ حدیث لا تقوم الساعة الخ جس کو دلیل بنا کر مسٹر تطہیر نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اُس کو دلیل بنا کر مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی تفویۃ الایمان میں مسلمانوں کو مشرک بنانے اور قبروں چلوں اور تعزیوں کو بت بنانے کا کارنامہ انجام دے چکے ہیں۔ یہ وہابیوں کی سڑی بولی ہے جو مسٹر ٹانڈوی نے بولی ہے۔ جب کہ علمائے اہل سنت کی کتب مبارکہ جیسا کہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں

بیان فرمایا گیا۔ کہ اس حدیث پاک میں اوثان سے بطور حقیقت بُت مراد ہیں۔ اور مشرکین سے مل جانے کا مطلب یہ ہے جیسا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد خلافت صدیقی میں واقع ہوا کہ بعض قبائل مرتد ہو کر مشرکین سے مل گئے تھے۔ دیکھئے مرقات۔ اور ان آیات کریمہ و احادیث کریمہ کا مطلب وہی ہے جو مسٹر تطہیر ٹانڈوی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے تو ان پر لازم ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عناک کتب مبارکہ سے مع صفحہ و نام کتاب کے جلد از جلد ثابت کریں اس لئے کہ مسٹر ٹانڈوی کا دعویٰ ہے کہ ہماری کتابیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب مبارکہ کی روشنی میں لکھی جاتی ہیں۔ لیکن چیلنج ہے کہ قیامت تک مسٹر تطہیر ٹانڈوی کو کتب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان چیزوں کو ثابت کرنے کی ہمت و جرأت نہیں ہو سکتی۔

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجد یا پھر تجھ کو کیا
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

سیاسی بازیگری

از: عارف اچل پوری

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیطان ہوا منکر تعظیم نبی
اور جھک گئے تعظیم کو ملکوت سبھی

(عارف اچل پوری)

مئی ۲۰۱۶ء میں بریلی شریف سے توقیر صاحب دیوبند پہنچے، اس خبر کو کیش کرنے کے لئے میڈیا کو بھی بلا لیا گیا۔ ایسا لگتا ہے توقیر صاحب دیوبند اچانک نہیں پہنچے بلکہ منصوبہ بند طریقہ سے انہیں بلایا گیا اور وہابی ذہنیت کے اخبارات کے ذریعہ اس خبر کو کافی اچھالا گیا، ممکن ہے اس پورے معاملے کے پیچھے آر، ایس، ایس کا ذہن ہو۔ کیونکہ اتنے سنگتے ہوئے معاملات باہری مسجد کی شہادت، مسلمانوں کا قتل عام لیکن کبھی وہابیوں سے مجلس شوریٰ کا تصور بھی نہ ہوا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے وہابیوں سے مجلس شوریٰ حرام ہے۔ پھر اب اچانک ایسا کیا ہوا؟۔

ہم نے سنا ہے توقیر صاحب ایک سیاسی لیڈر ہیں، ہم نے یہ بھی سنا ہے بریلی شریف سے ۱۵ سال پہلے ان کا بایکاٹ ہو چکا، وہ کئی بار توبہ بھی کر چکے۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ اب کی بار توقیر صاحب کو باہر سے اتنی ہمت مل گئی کہ انہوں نے اپنے ہی خاندان والوں کو

کہہ دیا ”مجھ پر تنقید مت کرو ورنہ میرا منہ کھلے گا تو سب کو توبہ کرنا پڑے گا“۔ اگر انہوں نے واقعی ایسا کہا تو ہم کہیں گے آج کل کی غلیظ پلید سیاست میں وہ لت پت ہو چکے۔ اگر انہیں معلوم ہے کہ کوئی مولانا شرعی گرفت میں ہے (توبہ لازم ہے) تو انہیں فوراً بتا دینا چاہئے تاکہ اصلاح ہو، یہ ان کی شرعی ذمہ داری ہے۔ معلوم ہو کر منہ نہ کھولنا اور اپنے مفاد کے لیے منہ کھولنے کی دھمکی دینا اور بلیک میل کرنا یہ سڑی گلی سیاست کا حصہ ہے۔

توقیر صاحب کی آمد پر دیوبند میں کس بات کی دھوم تھی، کیا دیوبندیوں کو جنت کی بشارت مل چکی ان کے آنے سے؟ کیا اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، گنگوہی، امبیٹھوی، اسماعیل دہلوی ان سب صاحبان کے گناہ معاف ہو گئے توقیر صاحب کی آمد پر؟ یا وہاں جا کر خود توقیر صاحب وہابی ہو گئے؟ پھر کس بات کا جشن منایا گیا؟ ایسے کئی نامور عالم ہیں جو پہلے وہابی تھے پھر توبہ کر کے مسلمان ہوئے لیکن کہیں کوئی شور پکا نہیں۔ یہاں تو توقیر صاحب وہابی بھی نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے کہا ”ہمارا اختلاف اپنی جگہ“ اس جملے کا مطلب ہے ہم تمہیں کافر ہی مانیں گے لیکن تمہارا نام مسلمانوں جیسا ہے اس لئے متحد ہو جاؤ... یہ سننے کے بعد بھی وہابیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی؟۔

اسلام دشمن عناصر کے اشارے پر کام کرنے والے اخبارات لکھتے ہیں ” ہمیں آپس کے جھگڑے چھوڑنا ہوگا۔“ اس جملے کے پیچھے کیا راز ہے؟ ہمیں کیا کیا چھوڑنا ہوگا؟ کیا اشرف علی صاحب نے معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں جیسا کہا، چھوڑنا ہوگا؟ قاسم نانوتوی نے معاذ اللہ آخری نبی ماننے سے انکار کیا، چھوڑنا ہوگا؟ اسماعیل دہلوی، راشد گنگوہی، خلیل احمد امبیٹھوی ان کے کفریہ کلمات پر آنکھیں بند کرنا ہوگا؟ پھر قرآن شریف بھی ان سے ملنے پر منع فرما رہا ہے تو قرآن شریف کی کون کون سی آیتوں کو چھوڑنا ہوگا؟ پھر احادیثِ مطہرات میں بھی تو واضح طور پر لکھا ہے... نہ ان سے ملو نہ ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو... اب بتائیے کتنی حدیثیں چھوڑنا ہے؟ ان وہابیوں سے صرف گلے ملنے کے لئے ہم مسلمانوں کو کیا کیا چھوڑنا ہوگا؟

”چھوڑنا ہوگا“ کہنے والے اپنے ایمان کی خبر لیں۔ سن لو! یہ مسئلہ اللہ اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کا ہے، کفر اور ایمان کا ہے اور کفر اور ایمان ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ ہمیں کربلا کی خاک نے یہی سکھایا ہے کہ اقلیت اور اکثریت مت دیکھنا سر کٹا دینا ہاتھ مت ملانا۔ اگر یہ چھوڑنا ہوگا کہنے والے اخبار سچے ہوتے تو جس طرح توقیر صاحب کے دیوبند جانے کی خبر سرورق پر چھاپا اسی طرح سرورق پر بریلی شریف کا ردِ عمل بھی چھاپتے۔ لیکن انہیں تو اپنے خفیہ آقاؤں کو خوش کرنا ہے، دین ایمان سے ان کا کیا سروکار۔ ضروریہ اسلام دشمن عناصر کا فارمولا ہے کہ مرتد جس کی سزا اسلام میں قتل ہے اس سے ان بھولے بھالے مسلمانوں کو گلے

ملوادو یہ خود ہی قرآن وحدیث سے دور ہو جائیں گے۔ معاذ اللہ

اگر آپ کو دہلی جانا ہے تو صرف ٹکٹ خریدنا کافی نہیں، کونسی ٹرین دہلی جا رہی ہے یہ تحقیق بھی ضروری ہے۔ بغیر تحقیق کے کسی بھی ٹرین میں بیٹھنے والا دھوکے میں ہے۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا... الخ۔ تو اب ہم پر لازم ہے تحقیق کریں کہ وہ کون سا فرقہ ہے۔؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا فرقہ تو ہر گز جنتی نہیں ہو سکتا۔ پھر کیسے ہم ایک جہنمی فرقہ سے گلے مل لیں؟

رہا سوال آریس آریس کا، تو نہ صرف آریس آریس بلکہ پوری دنیا کی اسلام دشمن طاقتیں یہی چاہتی ہے کہ مذہب اسلام کو ختم کر دیا جائے، اس کے لئے بکاؤ ملاؤں کو خرید کر ان ملاؤں کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسول نکالنے کی کوشش کرنا ان کا خاص حربہ ہے۔ توقیر صاحب کو دیوبند میں بلانا بھی اسی سازش کا حصہ ہے۔ اگر دیوبند کے علماء میں ذرا بھی غیرت ہے اور وہ صہونی مشن نہیں مدرسہ چلا رہے ہیں تو ان کفریہ عبارتوں کو میدان میں لائیں جو ان کے اکابرین نے لکھا ہے اس پر بات کریں اگر کوئی تاویل ہے تو پیش کریں یا اعلانیہ توبہ کریں اور مسلک اعلیٰ حضرت پر چلیں۔

عارف اچل پوری

روم نمبر ۶ پلاٹ ۱-۷-۱ این سی سی۔ مالونی۔ ملاؤ (مغرب)

بمبئی ۴۰۰۹۵ موہائیل:- ۹۲۲۱۸۱۱۳۴۹

نعت پاک

از: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ذکر اُن کا چھیڑیے ہر بات میں
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
کیجئے چرچا انھیں کا صبح و شام
آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اِذن کب کامل چکا اب تو حضور
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
ظالموں ! محبوب کا حق تھا یہی
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر
یا رسول اللہ دُہائی آپ کی
غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی

ملحدوں کی کیا مرّت کیجئے
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
جانِ کافر پر قیامت کیجئے
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
اب شفاعت بالمحبّت کیجئے
ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
جانبِ مہ پھر اشارت کیجئے
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
عشق کے بدلے عداوت کیجئے
مومنو! اتمامِ حجت کیجئے
گوشتِ اہل بدعت کیجئے
زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
اولیا کو حکم نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں

ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے